هِدَايَةُ الْبَرِيَّةِ

فِى

شَرْحِ الْأَرْبَعِيْنِ النَّوَوِيَّةِ

کامیابی کا راستہ

مترجم: ابوبنتین محمد فراز عطاری مدنی عفی عنہ

Translator: Abu Bintain Muhammad Faraz Attari Madani

0321- 2094919

For more Books:

https://archive.org/details/@farazattari26

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ پاک نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی رہنمائی کے لئے انبیاء کرام علیھم السلام کو بھیجا۔ انبیاء کرام علیھم السلام نے اپنی قوموں کو نیکی کی دعوت دی اور برائی سے منع کیا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ آخری نبی مکی مدنی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر معاملے میں اپنی امت کو رہنما اصول دے دیے جو قیامت تک رہیں گے اور اس امت کے علماء ان اصولوں کی مدد سے آنے والے مسائل کا حل لوگوں کو دیتے رہیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اس امت پر احسان ہے کہ انھوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو یاد رکھا اور آگے پہنچانے کا سلسلہ کیا۔ اس کام کو مزید آگے محدثین نے بڑھایا اور احادیث کو جمع کرنے اور کتابی صورت میں لانے کے لئے کافی محنت کی۔ مختلف ناموں اور طریقوں سے مختلف زمانوں میں اس پر کتابیں لکھی گئیں، انہی میں سے ایک کتاب اربعین نوویہ ہے جو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس کی شرح بہت ہی پیارے انداز میں لکھی گئی ہے جس میں سیکھنے اور اپنی اصلاح کرنے کا بہت سامان موجود ہے۔

اس کتاب میں ایک حدیث مبارکہ موجود ہے "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔" مجھے اس کتاب سے بہت سیکھنے کو ملا اس لئے اس حدیث پاک پر عمل کرنے کی نیت سے اس کا اردو ترجمہ کرنے کا ذہن بنایا تاکہ عام افراد جو عربی نہیں سمجھتے اس کتاب سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

اس کتاب کا انداز

- اس میں عربی متن پر اعراب، اردو ترجمہ اور انگلش ٹرانسلیشن بھی شامل کیا گیا ہے۔
- چونکہ اصل مقصود عوام تک یہ کتاب پہنچانا تھا اس لئے دلچسپی کو باقی رکھنے کے لئے بعض مشکل اور اختلافی ابحاث کو حذف کیا ہے، جو ان عبارات کا مطالعہ کرنا چاہے اصل کتاب سے کر سکتا ہے۔
- کہیں کہیں ہیڈنگ ڈالنے کا اہتما کیا ہے۔
- آیت کے حوالے ڈالے گئے ہیں۔
- جہاں شرح کم تھی وہاں ایک دو مقام پر مرآۃ المناجیح سے شرح لی گئی ہے۔
- میں اس کتاب کو اپنے لئے صدقہ جاریہ اور مغفرت کا سبب سمجھتا ہوں، آپ اس کو عام کر کے ثواب کمانے کی نیت کیجئے۔
- یہ کام مکمل تو پہلے ہو گیا تھا مگر پی ڈی ایف میں کچھ رکاوٹ آگئی، اسی دوران والد صاحب کا انتقال ہو گیا، اب میں اس کتاب پر اللہ کی رحمت سے ملنے والا ثواب اپنے والد کو ایصال کرتا ہوں۔
- میری ساری کتابوں پر محنت سے کام کرنے والے وقار عطاری مدنی کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ پاک انہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

علماء نے آپ کو الامام، الحافظ، شیخ الاسلام اور محی الدین جیسے القابات سے نوازا ہے۔

آپکی کنیت ابوزکریا ہے اور پورا نام یحی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

آپ کی پیدائش محرم الحرام 631 ھجری میں دمشق کے علاقے حوران سے متصل ایک بستی نوا میں ہوئی اسی وجہ سے آپ نووی کہلائے۔ آپ کے آباؤ اجداد حزام سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوگئے تھے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ 19 سال کی عمر میں دمشق تشریف لائے۔

بچپن سے والدین کی سرپرستی میں رہے، والدین نے ہی تربیت دی اور پڑھائی کا سلسلہ بھی گھر سے شروع ہوا۔

ان کے والد صاحب ایک کرامت بیان کرتے ہیں کہ جب یہ سات برس کے تھے، 27 رمضان کی رات میرے ساتھ سوئے ہوئے تھے کہ آدھی رات کو جاگ گئے اور کہنے لگے: "بابا جان! یہ کیسی روشنی ہے جو سارے گھر میں پھیلی ہوئی ہے؟"

سب گھر والے جاگ گئے کسی کو کچھ نظر نا آیا، مگر انکی اس بات سے ہمیں یقین ہو گیا آج شب قدر ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بلوغت سے پہلے قرآن کریم حفظ کر چکے تھے اور شب و روز تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کو تلاوت اور حصول علم کا بہت شوق تھا اور کھیل کود سے دور رہتے تھے۔

شیخ یاسین یوسف مراکشی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں : میں نے پہلی مرتبہ یحیی بن شرف نووی کو اس وقت دیکھا جب وہ تقریبا دس برس کے تھے، بچے انہیں اپنے ساتھ کھیلنے کے لیے بلا رہے تھے لیکن وہ کھیلنے کو تیار نہ تھے۔ جب بچوں نے زبردستی کی تو وہ روتے ہوئے قران پڑھنے لگے۔ میں نے یہ حالت دیکھی تو ان کے استاد سے ملاقات کی اور کہا: "اس بچے پر خصوصی توجہ دیجئے! امید ہے کہ یہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم وزاہد بنے گا اور لوگ اس سے فیضیاب ہوں گے"۔ یہ سن کر استاد نے کہا: کیا تم نجومی ہو؟ (جو آئندہ کی خبر دے رہے ہو) میں نے کہا: میں نجومی نہیں ہوں بلکہ جو اللہ عزوجل نے مجھ سے کہلوایا میں نے وہی کہا ہے۔ اس کے بعد استاد ان کے والد صاحب سے ملے اور انہیں (امام) نووی کے متعلق بتایا تو انہوں نے اپنے فرزند کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی اور اس بات کی شدید حرص کی کہ میرا بیٹا بالغ ہونے سے پہلے پہلے قران کریم ناظرہ ختم کر لے اور پھر واقعی امام نووی نے بالغ ہونے سے پہلے ہی ناظرہ قران پاک ختم کر لیا۔

آپ اساتذہ کی بارگاہ میں جا کر علم دین حاصل کرتے رہے۔ طالب علمی کے دور سے ہی آپ بڑی تنگدستی کے عالم میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اکثر مطالعہ، ریاضت اور اوراد و وظائف میں ہی اپنا دن بسر کرتے تھے۔ 650 ھجری میں والد کے ساتھ فریضہ حج ادا کیا۔ علم دین سے فراغت کے بعد اپنے علاقے نوی میں پڑھانا شروع کیا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: ان کا علم سے لگاؤ وانہماک ضرب المثل بن گیا تھا۔

امام محی الدین فرماتے ہیں: آپ عالم باکمال، زاہد بے مثال اور نڈر و بے باک داعی تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ شافعی المذھب تھے لیکن آپ نے اپنی کتابوں میں حنفی فقھاء سے کثرت سے اقوال نقل کیے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں ان میں سے مشہور ترین کتاب شرح صحیح مسلم اس کے علاوہ چند کے نام یہ ہیں:

ریاض الصالحین، روضۃ الطالبین، المنہاج فی شرح صحیح مسلم، تہذیب الاسماء واللغات، اربعین، تحفۃ الطالب، کتاب الاذکار بھی آپکی مشہور کتابیں ہیں۔ آپ نے فتاویٰ بھی تحریر فرمائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ 676 ہجری میں فلسطین تشریف لے گئے۔۔

زندگی کے آخری ایام آپ نے اپنے گاؤں میں گزارے۔ آخر عمر میں بیمار ہوگئے اور 24 رجب 676 ہجری میں جمعرات کے دن آپکا وصال ہوا وہیں آپ دفن ہوئے۔

45سال آپ کی عمر مبارک تھی۔

کتب احادیث

اربعین چالیس کو کہتے ہیں۔عام طور پر جن کتابوں میں چالیس احادیث جمع کی گئی ہوتی ہیں ان کو اربعین کانام دیاجاتاہے اور ساتھ میں لکھنے والا اپنی طرف منسوب کر دیتاہے۔ جیسے اربعین نوویہ

صحیح:

وہ کتاب جس میں کتاب کے مؤلف صحیح احادیث لانے کا انتظام کریں جیسے:
صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

سنن:

وہ کتاب جو ابواب فقہ کی ترتیب پر جمع کی جاتی ہوں اور اس میں فقط احکام کی احادیث ہوتی ہیں

جیسے: سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد۔

جامع:

وہ کتاب جس میں 8 عنوانات کے تحت احادیث کو جمع کیا گیا ہو۔

(1)سِیَر (2)آداب (3)تفسیر (4)فتن

(5)اشراط (6)مناقب (7)احکام (8)عقائد

جیسے: جامع ترمذی۔

مسند:

جس میں ہر صحابی کی مرویات کو الگ الگ کر کے جمع کیا جائے چاہے وہ حروف تہجی کے اعتبار سے نام ذکر ہوں یا پھر مرتبے کے اعتبار سے صحابی کا نام ہو۔

جیسے: مسند امام احمد بن حنبل۔

معجم:

وہ کتاب جس میں اسماء شیوخ کی ترتیب سے احادیث لائی جائیں۔

جیسے: معجم طبرانی، معجم کبیر۔

صاحب کتاب کا مقدمہ

اللہ پاک کے لئے سب تعریفیں ہیں جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے زمینوں و آسمانوں کو قائم رکھنے والا، ساری مخلوق کی تدبیر فرمانے والا، رسولوں (علیھم السلام) کو لوگوں کی طرف ان کی ہدایت کے لئے اور دین کے احکام قطعی واضح دلائل کے ذریعے سکھانے کے لئے بھیجنے والا ہے۔ میں تمام نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اپنے فضل و کرم سے اس میں اضافے کا سوال کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ پاک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ واحد و قہار اور کریم و غفار ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول اور اس کے حبیب و خلیل ہیں مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ ان کو اس قرآن پاک سے نوازا گیا جو کہ ہمیشہ رہنے والا معجزہ ہے اور ہدایت کے طلبگاروں کے لئے مستقل روشنی ہے۔ ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جوامع الکلم سے خاص کیا گیا۔ اللہ پاک کا ان پر درود و سلام ہو اور ان کے صدقے تمام انبیاء و مرسلین، اہل بیت اور تمام نیک لوگوں پر بھی سلام ہو۔

تحقیق ہم نے مختلف سندوں سے مختلف احادیث کو روایت کیا، چناچہ حضرت علی بن ابی طالب، عبد اللہ ابن مسعود، معاذ بن جبل، ابو درداء، ابن عمر، ابن عباس، انس بن مالک، ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنھم سے روایات موجود ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری امت کے لیے امور دین سے متعلق 40 احادیث حفظ کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے قیامت کے دن فقہاء اور علماء میں سے اٹھائے گا۔

ایک روایت میں ہے فقیہ عالم کی صورت میں اٹھائے گا۔

ایک روایت ہے: اس کے لیے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم شفیع اور گواہ ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے: اسے کہا جائے گا جنت میں جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔

ایک روایت میں ہے اس کا شمار علماء کی جماعت میں اور حشر شہداء کی جماعت میں ہو گا۔

اور ماہرین حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ ایسی ضعیف روایات ہیں جن کی سندیں کثیر ہیں۔(لہذا یہ حدیث حسن کے درجے پر چلی گئی اور فضائل کے باب میں ضعیف حدیث ویسے بھی معتبر ہوتی ہے)۔

کتنے ہی علما نے 40 احادیث پر کتابیں لکھنے کا سلسلہ کیا جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ میری معلومات کے مطابق سب سے پہلے 40 احادیث عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے جمع کیں۔

میں نے بزرگوں کی پیروی کی نیت سے 40 احادیث کو جمع کرنے پر اللہ پاک سے استخارہ کیا۔ اور تحقیق علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فضائل والے کاموں میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے لیکن پھر بھی میں نے ان روایات پر نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کی نیت کی جو سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔

(تم میں سے جو حاضر ہیں انکو چاہیے میری احادیث ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کیا۔

(اللہ پاک اسکو شاد و آباد رکھے جس نے مجھ سے کوئی روایت سنی، اسے حفظ کیا اور جیسے سنا ویسے ہی اسے آگے پہنچا دیا)

جنھوں نے 40 احادیث جمع کیں تو بعض نے اصول دین پر بعض نے فروعات پر، بعض نے جہاد تو بعض نے زہد پر اور بعض نے آداب پر جمع کیں اور یہ سارے اچھے مقاصد ہی ہیں۔

میں نے جو 40 احادیث جمع کی ہیں وہ ان تمام پر مشتمل ہیں اور ان میں سے ہر ایک حدیث دین کے

اصولوں میں سے ایک بڑا اصول ہے جن کے بارے میں علماء نے فرمایا کہ دین کا مدار اس پر ہے، کسی روایت کے بارے میں فرمایا کہ وہ آدھا اسلام ہے کبھی دین کا تہائی حصہ فرمایا۔ پھر میں نے اس اربعین میں صحیح احادیث کو لانے کا التزام کیا ہے۔ زیادہ تر روایات بخاری و مسلم سے ہیں۔ اور میں نے سند کو ذکر نہیں کیا تا کہ یاد کرنا آسان ہو اور اس کا فائدہ عام ہو۔

آخرت کی طرف راغب ہونے والے ہر شخص کو چاہیے کہ ان احادیث کو سمجھے اس لئے کہ یہ اہم ترین ہیں اور اس میں ہر طرح کی اطاعت کا درس ہے اور یہ اس پر ظاہر ہے جو غور کرنے والا ہے۔ اللہ پر ہی بھروسہ ہے اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہی توفیق دینے والا ہے۔

حدیث نمبر:01

عَنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔

امیر المؤمنین ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور بے شک ہر ایک کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا، تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ و رسول ہی کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہے تا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے یا کسی عورت کی طرف ہے جس سے وہ نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جس کی اس نے نیت کی۔"

(بخاری / مسلم)

It is narrated on the authority of Amirul Mu'minin, Abu Hafs 'Umar bin al-Khattab (رضی اللہ عنہ) who said: I heard the Messenger of Allah (ﷺ) say: "Actions are (judged) by motives (niyyah), so each man will have what he intended. Thus, he whose migration (hijrah) was to Allah and His Messenger, his migration is to Allah and His Messenger; but he whose migration was for some worldly thing he might gain, or for a wife he might marry, his migration is to that for which he migrated." [Bukhari & Muslim]

شرح

حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نیت اعمال کے صحیح ہونے کا معیار ہے، جب نیت ٹھیک ہو گی تو عمل بھی ٹھیک ہو گا، جب نیت میں فساد ہو گا تو عمل میں بھی فساد ہو گا۔

توجب عمل پایا جائے اور نیت بھی اس سے ملی ہو تو اسکی تین حالتیں بن سکتی ہیں۔

پہلی

بندہ اللہ پاک کے خوف کی وجہ سے عبادت کرے اور یہ غلاموں کی عبادت ہے۔

دوسری

بندہ جنت اور ثواب حاصل کرنے کے لیے عبادت کرے اور یہ تاجروں کی عبادت ہے۔

تیسری

بندہ اللہ پاک سے حیاء کرتے ہوئے اس کی عبادت کرے اور بندگی کے حق کو ادا کرنے اور اسکی ادائیگی اور اللہ پاک کا شکر ادا کرنے کی نیت سے عبادت کرے اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو گناہ گار اور کوتاہی کرنے والا سمجھے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے دل میں اس بات کا خوف بھی ہو کہ نہ جانے اسکا عمل قبول ہو گا یا نہیں، اور یہ خالص عبادت ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ فرمایا جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنھا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راتوں کے طویل قیام کی وجہ سے پاؤں مبارک میں ورم کی حاضری ہونے پر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (آپ اتنی عبادت فرماتے ہیں) کیا آپ اس کے مکلف ہیں؟ حالانکہ اللہ پاک آپ کے صدقے میں آپ سے پہلے والوں اور بعد والوں کے گناہوں کو معاف فرمادے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:- أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟

کیا میں اللہ پاک کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال قائم کرتے ہیں کہ عبادت خوف کے ساتھ افضل ہے یا امید کے ساتھ؟؟

تو کہا جائے گا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے: العبادة مع الرجاء افضل، لأن الرجاء يورث المحبة، والخوف يورث القنوط۔

امید کے ساتھ عبادت کرنا افضل ہے، اس لئے کہ امید محبت کو پیدا کرتی ہے، اور خوف نہ امیدی کو لاتا ہے۔

(علماء نے لکھا ہے کہ بندے کو خوف و امید کی درمیانی کیفیت میں رہنا چاہیے)

یہ تین اقسام مخلصین کے حق میں ہیں، اور جان لو کہ اخلاص کو کبھی عجب کی بیماری لگ جاتی ہے، جب بندہ اپنے عمل پر خود پسندی کا شکار ہو جائے تو اسکا عمل برباد ہو جاتا ہے، اور اسی طرح جو تکبر کرتا ہے، اسکا عمل بھی برباد ہو جاتا ہے۔

ایک حال یہ ہے کہ بندہ دنیا و آخرت دونوں کی طلب کے لیے عبادت کرے، تو بعض اہل علم کا موقف ہے اسکا عمل مردود ہے۔

اور انہوں نے حدیث قدسی سے دلیل پکڑی ہے۔

اللہ پاک فرماتا ہے:

" أنا أغنى الشركاء فمن عمل عملا أشرك فيه غيري فأنا بريء منه"

(مسلم)

(میں شریکوں سے بے پرواہ ہوں، جس نے ایسا عمل کیا جس میں میرے غیر کو شریک کیا تو میں اس سے بے پرواہ ہوں)

امام حارث المحاسبی رحمۃ اللہ کا بھی یہی موقف ہے آپ نے اپنی کتاب "الرعایۃ" میں فرمایا: اخلاص

یہ ہے کہ تو عبادت سے اللہ کی اطاعت کا ارادہ کرے اور اللہ کے علاوہ کسی کا ارادہ نہ کرے۔

اور ریاکاری دو قسم کی ہے:

پہلی: عبادت صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے ہو۔

دوسری: لوگوں کو دکھانے کا بھی ارادہ ہو اور لوگوں کے رب کی اطاعت کی بھی نیت ہو۔

یہ دونوں قسمیں عمل کو برباد کرنے والی ہیں۔

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الحلیۃ" میں بزرگوں سے یہ قول نقل کیا ہے۔

اور بعضوں نے اس آیت سے بھی دلیل پکڑی

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

(الحشر:23)

بے حد عظمت والا، اپنی بڑائی بیان فرمانے والا ہے، اللہ ان مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔

جیسے اللہ پاک بیوی بچوں اور شریکوں سے پاک ہے، اسی طرح اس بات سے بھی پاک ہے کہ وہ ایسا عمل قبول کرے جس میں اس کے غیر کو شامل کیا گیا ہو، تو اللہ اکبر ہے، کبیر ہے اور متکبر ہے۔

امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو کام اللہ پاک کے لیے کیا جائے وہ مقبول ہے اور جو لوگوں کو دکھانے کے لیے کیا جائے وہ مردود ہے۔

اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے مثلاً ظہر کی نماز پڑھی اور اللہ پاک کی طرف سے فرض کی گئی عبادت کی ادائیگی کا ارادہ کیا لیکن اس نے ارکان اور قراءت کو طویل کر دیا اور نماز کی صورت کو لوگوں کی خاطر اچھا کیا، تو اسکی اصل نماز مقبول ہے لیکن جو طول اور حسن لوگوں کے لئے کیا وہ مقبول نہیں اس لئے کہ اس نے اس سے لوگوں کا ارادہ کیا۔

امام شیخ عزّالدین ابن عبد السلام رحمۃ اللہ سے سوال کیا گیا: جو نماز پڑھتا ہے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے اس کو لمبا کرتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

تو فرمایا: میں یہ امید کرتا ہوں کہ اسکا سارا عمل برباد نہ ہو گا جب کہ شرکت عمل کی صفت میں ہو، لیکن اگر اصل عمل میں ایسا ہو یعنی وہ اصل نماز ہی اللہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کے لئے پڑھے تو اسکا عمل قبول نہ ہو گا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل ترک کرنا ریاکاری ہے، اور لوگوں کے لیے عمل کرنا شرک (اصغر) ہے، اخلاص یہ ہے کہ اللہ تجھے ان دونوں باتوں سے عافیت عطا فرمائے۔

اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ جس نے عبادت کا ارادہ کیا اور اس کو اس لیے ترک کر دیا کہ لوگ دیکھ رہے ہیں تو یہ بھی ریاکاری ہے کیونکہ اس نے عمل لوگوں کی وجہ سے ترک کیا، بہر حال اگر اسکا ترک کرنا اس لیے ہو کہ اکیلے میں نماز (نفل) ادا کرے گا تو یہ مستحب ہے، مگر فرض نماز یا زکوۃ ہو یا وہ ایسا عالم ہو جس کی پیروی کی جاتی ہو تو پھر عبادت کو بیان کرنا افضل ہے۔ جیسے ریاکاری عمل کو برباد کرتی ہے اسی طرح لوگوں کو اپنا عمل سنانا بھی عمل کو برباد کرتا ہے۔ سنانے سے مراد یہ ہے کہ خلوت میں اللہ پاک کے لیے عمل کرے پھر بعد میں لوگوں کو اپنے عمل کے بارے میں بتاتا رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من سمّع سمّع اللہ بہ ومن راءی راءی اللہ بہ"

(جو لوگوں کو اپنے عمل سنائے گا اللہ پاک اس کے عیب لوگوں کو سنائے گا اور جو لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرے گا اللہ پاک اس کے عیب لوگوں کو دکھائے گا)

علماء نے فرمایا: ایسا عالم جس کی پیروی کی جاتی ہے اگر وہ اپنے اعمال سننے والوں کو شوق دلانے کے لئے بتاتا ہے تا کہ وہ عمل کریں تو اس میں حرج نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(انما الاعمال بالنیات)

اس سے مراد نیک اعمال ہیں نہ کہ مباح اعمال۔

حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اخلاص مباح عمل میں داخل نہیں ہوتا، کیونکہ مباح عمل نہ نیکی پر مشتمل ہوتا ہوتا ہے نہ نیکی کی طرف لے جانے والا ہوتا ہے۔(البتہ محل نیت میں اچھی نیت ہو تو عبادت بن جاتا ہے). جیسا کہ بغیر کسی اچھی نیت کے دیوار کھڑی کرنا یہ مباح ہے مگر مسجد یا پل یا سرحد کی حفاظت کے لیے ہو تو یہ مستحب ہے۔

اسی طرح حرام اور ناجائز کام میں اخلاص کا عمل دخل نہیں جیسا کہ کوئی ایسی چیز کی طرف نظر کرے جس کی طرف نظر کرنا جائز نہیں اور وہ یہ گمان کرے کہ میں اس لئے نظر کرہا ہوں تا کہ اللہ پاک کی مخلوق میں غور و فکر کر سکوں جیسے امرد کی طرف نظر کرنا، اس میں اخلاص تو دور کی بات نیکی بھی نہیں۔

صدق بندے کے وصف میں سے ہے برابر ہے کہ اس کا عمل چھپ کر ہو یا اعلانیہ ہو ظاہر ہو یا باطن، صدق تمام جگہوں اور حالات کے تحقق سے ثابت ہوتا ہے یہاں تک کہ اخلاص صدق کا محتاج ہوتا ہے لیکن صدق کسی کا محتاج نہیں۔ اس لئے کہ اخلاص کی حقیقت اللہ پاک کے لیے نیکی کا اردہ کرنا ہے، جیسے کوئی اللہ کی رضا کے لیے نماز کا ارادہ کرے، لیکن اسکا دل حاضر نہ ہو۔

اور صدق یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے عبادت بھی کرے اور توجہ بھی ہو، تو ہر صادق مخلص ہوتا

ہے لیکن ہر مخلص صادق ہو یہ ضروری نہیں۔ انفصال اور اتصال کا بھی یہی معنی ہے کہ جب غیر سے کٹ گیا تو اللہ پاک کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ اور یہی معنی ہے اس بات کا کہ اللہ کے علاوہ جو ہے اس سے کنارہ کشی کرے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔

(انما الاعمال) احتمال ہے کہ اس سے مراد اعمال کا صحیح ہونا ہے یا اعمال کا صحیح قرار دینا یا اعمال کا قبول ہونا یا اعمال کا کامل ہونا، اور اسی (کامل ہونے) کو امام اعظم نے اختیار کیا ہے۔

اور اعمال سے وہ اعمال مستثنی ہیں جو ترک (چھوڑنے) کی قسم سے ہیں جیسے نجاست کو دور کرنا، کسی کی زمین غصب کی ہو یا عاریۃ دی ہو اس کو واپس لوٹانا وغیرہ تو ان اعمال کا صحیح ہونا اس نیت پر موقوف نہیں جو اعمال کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے لیکن ثواب اچھی نیت پر ضرور موقوف ہے۔

جیسے کوئی جانور کو کھانا ڈالے اور اللہ کے حکم کی بجا آوری کی نیت کرے تو ثواب ملے گا، لیکن اگر اسکو کھانا ڈالنے سے اپنے مال کی حفاظت کی نیت کرتا ہے تو اس پر کوئی ثواب نہیں۔ علامہ قرافی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو ذکر کیا اور اس پر مجاھدین کے گھوڑوں کا استثنی کیا ہے کہ راہ خدا میں ان کو باندھے تو جب انہیں پلایا جائے گا اگرچہ ان کو سیراب کرنا مقصود نہ ہو پھر بھی ثواب ملے گا، اسی طرح گھر والوں کی خیر خواہی کرنا، دروازہ بند کرنا، سوتے وقت لائٹ آف کرنا، جب اللہ کے حکم کی بجا آوری کی نیت ہو تو ثواب ملے گا اگر کسی اور کام کی نیت کرے تو ثواب نہیں ملے گا۔

جان لو کہ نیت لغت میں ارادے کو کہتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے نواك الله بخير اللہ پاک تمہارے ساتھ بہتری کا ارادہ فرمائے۔

شریعت میں نیت کہتے ہیں کسی چیز کا ارادہ کرنا اس حال میں کہ وہ کام سے ملا ہوا ہے۔ تو اگر ارادہ کیا تو کام کو موخر کر دیا تو وہ عزم ہے۔ اور نیت عادت و عبادت کے درمیان فرق کرنے کے لئے یا عبادت کے بعض درجوں کو بعضوں سے ممتاز کرنے کے لئے مشروع کی گئی ہے۔

عادت و عبادت کے درمیان فرق کرنے کی مثال ہے مسجد میں بیٹھنا کبھی عادۃ آرام کرنے کا ارادہ ہوتا ہے تو کبھی عبادت کی نیت سے اعتکاف کا، تو دونوں میں فرق کرنے والی نیت ہے۔

اسی طرح غسل کرنا کبھی بطور عادت بدن کو صاف کرنے کے لیے ہوتا ہے اور کبھی عبادت کی نیت ہوتا ہے تو دونوں میں فرق کرنے والی چیز نیت ہے۔

اسی معنی کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا جب ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو ریاکاری کے لیے قتال کرتا ہے ایک غیرت کے لیے قتال کرتا ہے

ایک بہادری دکھانے کے لیے قتال کرتا ہے۔

ان میں سے اللہ کی راہ میں کون ہے؟؟

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ تعالی)

(جو اس نیت سے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو وہ اللہ کی راہ میں ہے)

دوسرے کی مثال جو عبادت کے رتبوں میں فرق کرنے والی ہے، جیسے کوئی چار رکعت نماز پڑھے کبھی یہ چار رکعتیں فرض ادا ہونگی کبھی سنت ہونگی تو فرق کرنے والی نیت ہی ہے۔ اسی طرح غلام آزاد کرنا کبھی کفارے کے لئے ہوگا کبھی کسی اور مقصد سے جیسے منت وغیرہ تو فرق کرنے والی نیت ہے۔

(وانما لکل امرئ ما نوی)

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ عبادت میں دوسرے کو نائب بنانا جائز نہیں، اور نہ ہی صرف نیت کر کے وکیل بنانا جائز ہے، مگر بعض چیزوں میں نائب بنایا جا سکتا ہے جیسے زکوۃ کو فقراء میں تقسیم کرنا اور قربانی کا جانور ذبح کرنا، تو ان دونوں میں وکیل بنانا نیت اور ذبح میں جائز ہے اور مال کی تقسیم کاری قدرت کے باجود نیت پر منحصر ہے۔

اور حج کے معاملے میں قدرت کے باجود وکیل بنانا جائز نہیں۔ اور قرض کی ادائیگی میں اگر ایک ہی جہت ہو تو نیت کی محتاجی نہیں اور اگر دو جہتیں ہوں جیسے کسی پر دو ہزار قرض ہو، ان میں سے ایک ہزار رہن کے ہوں پھر اس نے ایک ہزار ادا کر دیے اور کہا کہ یہ ہزار رہن والے ہیں تو اس کی بات مان لی جائے گی، اور اگر وہ لوٹاتے وقت کوئی نیت نہ کرے پھر بعد میں نیت کرے جو اس نے رقم دے دی اس کو رہن کے طور پر دینے کا ارادہ کیا تو بھی صحیح ہے اور ہمارے نزدیک ایسی نیت جو عمل سے موخر ہو وہ اس مقام پر صحیح ہے۔

(فمن کانت هجرته ------ ما هاجر الیه)

ہجرت کی حقیقت رکنا اور ترک کرنا ہے،

لفظ ہجرت کا اطلاق چند صورتوں پر ہوتا ہے۔

(پہلی): صحابہ کی مکے سے حبشہ کی طرف کی گئی ہجرت جب مشرکین ان کو ایذا دیتے تھے تو وہ مکے سے نجاشی بادشاہ کے دربار میں چلے گئے اور یہ ہجرت بعثت کے پانچ سال بعد ہوئی، یہ امام بیہقی نے فرمایا۔

(دوسری): مکے سے مدینے کی طرف ہجرت یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے 13 سال

بعد ہوئی اور یہ مکے کے ہر مسلمان پر واجب تھا کہ مدینے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کر جائیں۔

علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ مطلقا مکے سے مدینے کی طرف ہجرت واجب تھی حالانکہ یہ مطلق نہیں کیونکہ مدینے کو خصوصیت ملی ہی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی برکت سے ہے تو بے شک واجب تھا کہ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جائے۔

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علماء نے سفر کو کسی جگہ بھاگنے کی غرض سے اور طلب میں تقسیم کیا ہے۔

تو پہلی قسم چھ قسموں پر مشتمل ہے۔

پہلی: دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت قیامت تک باقی رہے گی۔

اور جس ہجرت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ (لا ھجرۃ بعد الفتح) اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنا ہے جو پہلے واجب تھی۔

دوسری: بدعت والی جگہ سے نکل جانا

ابن قاسم نے کہا: میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی کے لیے ایسی جگہ رہنا جائز نہیں جہاں بزرگان دین کی گستاخی کی جاتی ہو۔

تیسری: ایسی زمین سے نکلنا جہاں حرام غالب ہو، بے شک حلال طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

چوتھی: جس جگہ جسم کو اذیت ہو وہاں سے نکل جانا، اور یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس نے اس معاملے میں رخصت عطا فرمائی، تو جب کسی کو کسی جگہ اپنی جان کا خوف ہو تو تحقیق اللہ پاک نے اجازت عطا

فرمائی ہے کہ وہ وہاں سے نکل جائے اور وہاں سے بھاگ نکلے تاکہ اس تکلیف سے بچ جائے۔ سب سے پہلے یہ ہجرت ابراہیم علیہ السلام نے کی جب آپ کو اپنی قوم کا خوف ہوا، تو فرمایا :

اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ (العنکبوت 26)

میں اپنے رب کی (سرزمین شام کی) طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔

اور اللہ پاک نے موسی علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ (القصص 21)

پھر موسیٰ شہر سے ڈرتے ہوئے انتظار کرتے ہوئے نکلے۔

پانچویں: بیماری کے خوف سے ناموافق جگہ سے نکل کر موافق جگہ چلے جانا۔ اور تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عرینہ والوں کو اجازت دی کہ وہ کسی اور جگہ چلے جائیں جب مدینے شریف نے انہیں قبول نہ کیا۔

چھٹی: مال میں نقصان کے خوف سے نکل جانا، بے شک مسلمان کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔

اور کسی کام کو طلب کرنے کے لیے نکلنا تو اسکی بھی دس اقسام ہیں۔ اور یہ دو قسموں کے تحت آتی ہیں، طلب دین اور طلب دنیا اور طلب دین کی دس اقسام ہیں۔

پہلی: عبرت حاصل کرنے کے لئے

اللہ پاک نے فرمایا :

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔

(الروم 9)

اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟
اور تحقیق ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کا چکر لگایا تاکہ دنیا کے عجائبات دیکھیں

دوسری: سفر حج

تیسری: سفر جہاد

چوتھی: سفر معاش

پانچویں: سفر تجارت اور قوت پر زائد کسب کے لیے اور یہ جائز ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ (البقرہ198)

تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

چھٹی: طلب علم کے لیے

ساتویں: مبارک مقام کی زیارت کے لیے نکلنا

آٹھواں: سرحدوں کی حفاظت کے لیے جانوروں کو لے کر نکلنا۔

نویں: اللہ کی رضا کے لئے اسلامی بھائیوں کی زیارت کے لیے نکلنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک شخص اپنے بھائی کی زیارت کے لیے نکلا جو ایک بستی میں رہتا تھا، اللہ پاک نے راستے میں ایک فرشتے کو بھیج دیا، اس فرشتے نے اس بندے سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟

اس نے کہا: اس بستی میں میرا اسلامی بھائی رہتا ہے اس سے ملاقات کرنے جارہا ہوں۔ فرشتے نے کہا: کیا تمارے اوپر اس کا احسان ہے جس کی ادائیگی کے لئے جارہے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بس میں

اللہ کی رضا کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں۔

فرشتے نے کہا میں اللہ پاک کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں، اللہ پاک بھی تجھ سے محبت فرماتا ہے جیسے تو اپنے بھائی سے محبت کرتا ہے۔

(پہلے جو بیان ہوئیں اس کی) تیسری صورت: قبیلوں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہجرت کرنا تاکہ وہ احکام شرع کو سیکھ کر اپنی قوم کو جاکر سکھائیں۔

چوتھی: اہل مکہ میں سے ایمان لانے والوں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہجرت پھر وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ جاتے۔

پانچویں: کفار کے علاقوں سے مسلمانوں کے علاقوں کی طرف ہجرت کرنا۔

چھٹی: مسلمان کا اپنے بھائی سے بغیر شرعی وجہ کے تین دن سے زیادہ ناراض رہنا، تین دن تک مکروہ ہے اور زیادہ ہو تو حرام سوائے ضرورت شرعی کے۔

ساتویں: شوہر کا بیوی سے جدا ہو جانا جب بیوی کی نافرمانی ثابت ہو جائے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِى الۡمَضَاجِعِ (النساء34)

ان سے اپنے بستر الگ کرلو

اور اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ گناہ گاروں سے جگہ، کلام، جواب سلام اور سلام کی ابتدا کو روک دیا جائے۔

آٹھویں: اللہ پاک کے منع کردہ کاموں سے خود کو روک لینا یہ عمومی ہجرت ہے۔

(فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ)

یعنی نیت اور قصد ہو تو اس کی ہجرت حکما اور شرعا اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہے۔

(ومن کانت هجرته لدنیا یصیبها)

منقول ہے کہ ایک شخص نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی مگر اس کا ارادہ ہجرت کی فضیلت کو حاصل کرنا نہ تھا، اس شخص کی نیت محض ایک عورت سے شادی کی نیت سے ہجرت کی جس کا نام ام قیس تھا۔ تو انہیں مہاجر ام قیس کہا جانے لگا۔

(فهجرته الی ما هاجر الیه)

یہ حصہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ جو حج سے تجارت کا ارادہ کرتا ہے اس کے لئے کوئی ثواب نہیں، مناسب یہ ہے کہ اس کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ جب حج پر ابھارنے والی چیز ہی تجارت ہو، اگر ابھارنے والی چیز حج ہی ہے تو ثواب ملے گا اور تجارت اس کے تابع ہو۔ اگر دونوں ہی ابھارنے والے ہیں تو بھی اجر کی امید ہے کہ سفر حج محض دنیا کے لئے نہ ہوا اور ممکن ہے ثواب نہ ملے اس لئے کہ آخرت کے عمل کے ساتھ دنیا کا عمل اس نے ملا دیا۔

حدیث نمبر2

عن عُمر رَضِی اللہُ عَنہُ قال:

بَینما نَحنُ جُلُوسٌ عِندَ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ذاتَ یَومٍ إذْ طلَعَ عَلَینا رَجُلٌ شَدیدُ بَیَاضِ الثِّیابِ، شَدیدُ سَوادِ الشَّعرِ، لایُرَی عَلَیہِ أَثَرُ السَّفَرِ، ولا یَعرِفُہُ مِنَّا أَحَدٌ، حتّٰی جَلَسَ إلی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَأَسنَدَ رُکبَتَیہِ إِلی رُکبَتَیہِ، وَوَضَعَ کَفَّیہِ علی فَخِذَیہِ؛ قالَ: یا محمَّدُ، أَخبِرنِی عَنِ الإسلامِ. فَقالَ رسولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: الإِسلامُ أَنْ تَشهَدَ أَنْ لاَ إِلَہَ إلاَّ اللہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللہِ، وَتُقِیمَ الصَّلاَۃَ، وَتُؤْتِیَ الزَّکاۃَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ البَیتَ إِنِ استَطَعتَ إِلیہِ سَبِیلاً. قالَ: صَدَقتَ. قالَ: فَعَجِبنا لَہُ، یَسألُہُ وَیُصَدِّقُہُ. قالَ: فَأَخبِرنِی عَنِ الإیمانِ. قالَ: أَنْ تُؤمِنَ بِاللہِ وَمَلاَئِکَتِہِ وَکُتُبِہِ وَرُسُلِہِ وَالیَومِ الآخِرِ، وَتُؤمِنَ بِالقَدَرِ خَیرِہِ وَشَرِّہِ. قالَ: صَدَقتَ. قالَ: فَأَخبِرنِی عَنِ الإحسانِ؟ قالَ: أَنْ تَعبُدَ اللہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ، فَإِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فإِنَّہُ یَرَاکَ. قالَ: فَأَخبِرنِی عَنِ السَّاعۃِ. قالَ: مَا المَسؤُولُ عَنھا بِأَعلَمَ مِنَ السَّائِلِ. قالَ: فَأَخبِرنِی عَنْ أَمَاراتِھا. قالَ: أَنْ تَلِدَ الأَمَۃُ رَبَّتَھَا، وَأَنْ تَرَی الحُفَاۃَ العُرَاۃَ العَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ، یَتَطاوَلُونَ فِی البُنیَانِ. قالَ: ثُمَّ انطَلَقَ، فَلَبِثتُ مَلِیًّا. ثُمَّ قالَ لِی: یا عُمَرُ، أَتَدرِی مَنِ السَّائِلُ؟.
قُلتُ: اللہُ وَرَسُولُہُ أَعلَمُ. قالَ: {فَإِنَّہُ جِبرِیلُ أَتَاکُم یُعَلِّمُکُم دِینَکُم

(رواہ مسلم)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب کالے تھے اُن پر آثارِ سفر ظاہر نہ تھے اور ہم سے کوئی اُنہیں پہچانتا بھی نہ تھا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں شریف سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اسلام کے متعلق بتایئے، فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ للہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد للہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، کعبہ کا حج کرو اگر وہاں تک پہنچ سکو، عرض کیا کہ سچ فرمایا، ہم کو ان پر تعجب ہوا کہ حضور سے پوچھتے بھی ہیں اور تصدیق بھی کرتے ہیں، عرض کیا کہ مجھے ایمان کے متعلق بتایئے فرمایا کہ للہ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور آخری دن پر ایمان لانا اور اچھی بُری تقدیر پر ایمان لانا، عرض کیا آپ سچے ہیں، عرض کیا مجھے احسان کے متعلق بتایئے، فرمایا: للہ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا اُسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہوسکے تو خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے، عرض کیا کہ قیامت کی خبر دیجئے، فرمایا: کہ جس سے پوچھ رہے ہو وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا، عرض کیا کہ قیامت کی کچھ نشانیاں ہی بتادیجئے، فرمایا: لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے پاؤں ننگے بدن والے فقیروں، بکریوں کے چرواہوں کو محلوں میں فخر کرتے دیکھوگے راوی فرماتے ہیں کہ پھر سائل چلے گئے میں کچھ دیر ٹھہرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو یہ سائل کون تھے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: یہ حضرت جبریل (علیہ السلام) تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

Also on the authority of `Umar(رضی اللہ عنہ)who said: While we were one day sitting with the Messenger of Allah (□) there appeared before us a man dressed in extremely white clothes and with very black hair. No traces of journeying were visible on him, and none of us knew him. He sat down close by the Prophet (□) rested his knees against the knees of the Prophet (□) and placed his palms over his thighs, and said: "O Messenger of Allah! Inform me about Islam." The Messenger of Allah (□) replied: "Islam is that you should testify that there is no deity worthy of worship except Allah and that Muhammad is His Messenger ,(□) that you should perform salah (ritual prayer), pay the zakah, fast during Ramadan, and perform Hajj (pilgrimage) to the House (the Ka`bah at Makkah), if you can find a way to it (or find the means for making the journey to it)." He said: "You have spoken the truth." We were astonished at his thus questioning him (□) and then telling him that he was right, but he went on to say, "Inform me about Iman (faith)." He (the Prophet) answered, "It is that you believe in Allah and His angels and His Books and His Messengers and in the Last Day, and in fate (qadar), both in its good and in its evil aspects." He said, "You have spoken the truth."

Then he (the man) said, "Inform me about Ihsan." He (the Prophet) answered, "It is that you should serve Allah as though you could see Him, for though you cannot see Him yet He sees you." He said, "Inform me about the Hour." He (the Prophet) said, "About that the one questioned knows no more than the questioner." So he said, "Well, inform me about its signs." He said, "They are that the slave-girl will give birth to her mistress and that you will see the barefooted ones, the naked, the destitute, the herdsmen of the sheep (competing with each other) in raising lofty buildings." Thereupon the man went off. I waited a while, and then he (the Prophet) said, "O `Umar, do you know who that questioner was?" I replied, "Allah and His Messenger know better." He said, "That was Jibril. He came to teach you your religion." [Muslim]

شرح

ایمان لغت میں مطلقا تصدیق کرنے کو کہتے ہیں۔

شرع میں ایمان سے مراد خاص چیزوں کی تصدیق کرنا ہے، اور وہ اللہ کی تصدیق کرنا، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور اچھی اور بری تقدیر کی تصدیق کرنا۔

بہرحال اسلام تو جو کام ہم پر لازم کیے گئے ہیں ان کو کرنا اسلام ہے اور ظاہری اعمال پر سر جھکانا اسلام ہے۔

تحقیق اللہ پاک نے قرآن عظیم میں ایمان اور اسلام میں فرق کو بیان فرمایا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا۔قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (الحجرات 14)

دیہاتیوں نے کہا: ہم ایمان لے آئے، تم فرماؤ: تم ایمان تو نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم فرمانبردار ہوئے۔

یہ اس لئے کہ منافقین نماز پڑھتے تھے، روزہ رکھتے تھے، صدقہ کرتے تھے، لیکن دل انکاری تھے۔ جب انھوں نے ایمان کا دعویٰ کیا تو اللہ پاک نے ان کے ایمان کے دعوے میں ان کی تکذیب فرمائی ان کے دلوں کے انکار کی وجہ سے اور ان کے اسلام کے دعوے کی تصدیق فرمائی کیونکہ ان کی ظاہری حالت اسلام کے مطابق تھی۔

اللہ پاک نے فرمایا:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ۔وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ۔وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۝۱ (المنافقون 1)

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک تم یقیناً اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

یعنی وہ اپنے اعتبار سے رسالت کی گواہی دینے میں جھوٹے ہیں باجود اس کے کہ ان کے دل اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی زبانیں دل کے موافق نہیں۔ اور رسالت کی گواہی دینے کی

شرط یہ ہے کہ زبان دل کے موافق ہو تو جب وہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہوئے تو اللہ پاک نے ان کے جھوٹ کو بیان فرمادیا۔

(وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ)

اھل حق کا مذہب یہ ہے کہ تقدیر ثابت ہے اور اسکا معنی یہ ہے کہ اللہ پاک نے ازل ہی میں تمام اشیاء کو مقدر فرمادیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ کون سی چیز کس وقت میں اور کس مقام پر واقع ہو گی تو جیسا اس نے اپنے علم سے مقدر فرمایا ویسا ہی معاملہ واقع ہوتا ہے۔

جان لو کہ تقدیر کی چار اقسام ہیں۔

پہلی: جو اللہ پاک کے علم ازلی میں ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ عنایت ولایت سے پہلے ہوتی ہے، سعادت مندی ولادت سے پہلے ہوتی ہے، اور بعد میں آنے والے معاملات گزرے ہوئے پر مبنی ہوتے ہیں۔

اللہ پاک نے فرمایا:

يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ﴿٩﴾ (الذریات 9)

اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جو اوندھا ہی کر دیا گیا ہو۔

یعنی قرآن سننے اور اس پر ایمان لانے سے اسی کو پھیر دیا جاتا ہے جس کو ازل سے پھیر دیا گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

(لا یھلك علی اللہ الا ھالكا)

اللہ پاک اسی کو ہلاک کرتا ہے جو پہلے سے ہلاک ہونے والا ہوتا ہے۔

(مسلم)

یعنی جو اللہ کے علم میں ہلاک ہونے والا لکھا ہوا ہے۔

دوسری: وہ تقدیر جو لوح محفوظ میں لکھی ہے اور اس تقدیر میں تبدیلی ممکن ہے، اللہ پاک نے فرمایا

یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۖۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور برقرار رکھتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

(الرعد 39)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما دعا کیا کرتے تھے

(اللھم ان کنت کتبتنی شقیا فامحنی واکتبنی سعیدا)

اے اللہ! اگر تو نے مجھے نافرمان لکھ دیا ہے تو اسے مٹا دے اور مجھے نیک بخت لکھ دے۔

تیسری: ماں کے پیٹ میں لکھی جانے والی تقدیر، فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ اس بچے کے رزق اور عمر اور عمل اور نافرمان یا فرمانبردار ہونے کے بارے میں لکھ دے۔

چوتھی: تقدیروں کو وقتوں کی طرف لے جایا جاتا ہے، اللہ پاک نے خیر اور شر کو پیدا فرمایا اور ان کا بندوں کو مخصوص وقت میں پہنچنا بھی مقدر فرمایا۔

اللہ پاک نے فرمایا:

اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾

بیشک مجرم گمراہی اور دیوانگی میں ہیں۔

یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾

جس دن وہ آگ میں اپنے چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے (فرمایا جائے گا)، دوزخ کا چھونا چکھو۔

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾

بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی (القمر 47-49)

یہ آیت قدریہ فرقے کے متعلق نازل ہوئی اور انہیں یہ جہنم میں کہا جائے گا۔

اللہ پاک نے فرمایا۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَۙ﴿۲﴾

تم فرماؤ: میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں۔ اس کی تمام مخلوق کے شر سے۔

(الفلق 1-2)

یہ قسم وہ ہے کہ جب بندے پر لطف و مہربانی کی جاتی ہے تو اس کے پہنچنے سے پہلے اس سے پھیر دی جاتی ہے۔

حدیث پاک میں ہے

صدقہ اور صلہ رحمی بری موت کو دور کرنے والے اعمال ہیں اور سعادت والی موت میں تبدیل کرنے والے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے

دعا اور بلاء آسمان اور زمین کے درمیان قتال کر رہے ہوتے ہیں اور دعا کی برکت سے بلاء نازل ہونے سے پہلے ٹل جاتی ہے۔

(فاخبرنی عن الاحسان، قال: ان تعبد اللہ کانک تراہ)

یہ مقام مشاہدہ ہے، اس لئے جو اس پر قادر ہو گا وہ نماز میں کسی اور طرف دھیان کرنے سے حیا کرے گا اور اس کو شرم آئے گی کہ اس کا دل کسی اور چیز میں مشغول ہو جائے۔ مقام احسان مقام صدیقین ہے۔

(فاخبرنی عن اماراتھا، قال ان تلد الامۃ ربتھا)

اکثر نے کہا کہ یہ سخی شریف اور ان کی اولاد کی کثرت کی خبر ہے بے شک اس کی اولاد اس کے بعد سردار بنے گی تو گویا وہ اس کی بھی سردار ہے اس لئے کہ انسان کا اپنی اولاد ہی کا ہونے والا ہوتا ہے یہ بھی کہا گیا کہ اس کا معنی ہے کہ لونڈی سے بادشاہ پیدا ہونگے تو اس کی ماں اس کی رعایا میں سے ہوگی۔ اور اس معنی کا بھی احتمال ہے کہ ایک شخص لونڈی سے بچہ حاصل کرے اور لونڈی کو بیچ دے جب بچہ بڑا ہو جائے تو وہ اسی کو خرید لے۔

(وان تری الحفاۃ العراۃ العالۃ رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان)

اس کا معنی یہ ہے کہ دیہاتوں میں رہنے والے ترقی کر کے محلوں میں پہنچ جائیں گے اور دنیا ان کے لئے کشادہ ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ محلات پر فخر کرنے لگیں گے۔

(ھذا جبریل۔۔۔۔ دینکم)، اس میں اس بات پر دلیل ہے، ایمان اسلام احسان یہ سب دین ہے اور اس بات پر بھی دلالت ہے تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے اور تقدیر کے معاملات میں غور نہ کیا جائے اور اللہ کے فیصلوں پر راضی رہا جائے۔

فائدہ: صاحب مقامات علما نے ذکر کیا کہ دنیا پچیس (25) چیزوں پر منقسم ہے، پانچ کا تعلق قضاء و قدر سے ہے، پانچ کا تعلق کوشش کے ساتھ ہے، پانچ چیزیں بندے کی عادت میں شامل ہوتی ہیں، پانچ چیزیں اس کی ذات میں ہیں، پانچ چیزیں بندے کو وراثت میں ملتی ہیں۔

پانچ چیزیں جن کا تعلق تقدیر سے ہے، رزق، اولاد، اہل و عیال، بادشاہت اور عمر

پانچ چیزیں جو کوشش سے حاصل ہوتی ہیں

جنت، دوزخ، پارسائی، مہارت اور کتابت

پانچ چیزیں جن کا تعلق عادت کے ساتھ ہے

کھانا، سونا، چلنا، نکاح کرنا، قضائے حاجت

پانچ چیزیں جو اسکی حقیقت میں موجود ہیں

زہد، ذہانت، مال خرچ کرنا، خوبصورتی، ھیبت

5 چیزیں جو بندے کو وراثت میں ملتی ہیں،

خیر، بھلائی، سخاوت، سچائی ایک دوسرے سے تعلقات رکھنا اور امانت

یہ سب چیزیں اس فرمان کے منافی نہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز قضاوقدر کے مطابق ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ بعض چیزیں کسی سبب سے ترتیب پاتی ہیں اور بعض بغیر سبب کے، اور سب ہوتا قضاوقدر کے مطابق ہے۔

حدیث نمبر3

عنْ أَبِي عبدِ الرَّحمنِ عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَبنِ الخطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: سَمِعْتُ رسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

{بُنِيَ الإِسْلامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقامِ الصَّلاَةِ، وإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ البَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ}

(رواه البخاري ومسلم)

ترجمه:

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

Narrated Ibn Umar : (رضی اللہ عنہما) Prophet said: Islam is based on (the following) five (principles) :

1. To testify that none has the right to be worshipped but Allah and Muhammad is Allah's Apostle .
2. To offer the (compulsory congregational) prayers dutifully and perfectly .
3. To pay Zakat (i.e. obligatory charity) .
4. To perform Hajj. (i.e. Pilgrimage to Makkah)
5. To observe fast during the month of Ramadan.

شرح

(بنی الاسلام علی خمس)

یعنی: جب یہ پانچ چیزیں بندہ مضبوطی سے تھام لیتا ہے، تو وہ کامل مسلمان ہو جاتا ہے۔

جیسے گھر اپنے ارکان سے مکمل ہوتا ہے اسی طرح اسلام بھی اپنے ارکان سے مکمل ہوتا ہے اور وہ ارکان پانچ ہیں۔ اسلام کی بنیاد معنوی ہے (یعنی نظر نہیں آتی کہ یہ بنیاد ہے) اور اس کو نظر آنے والی بنیاد سے تشبیہ دی گئی تو تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ نظر آنے والی بنیاد کے بعض ارکان منہدم ہو جائیں تو عمارت مکمل نہیں ہو سکتی اسی طرح معنوی بنیاد ہے، اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصلاۃ عماد الدین، فمن ترکھا فقد ھدم الدین (کشف الخفاء)

نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے ترک کیا تو گویا اس نے اپنا دین منہدم کر دیا۔

اسی پر باقی ارکان کو قیاس کر لیا جائے۔2

اللہ پاک نے مومنین اور منافقین کی مثال بیان فرمائی، اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَؕ-وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ(۱۰۹)

(التوبہ 109)

تو کیا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اس کی رضا پر رکھی وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے والی ہے پھر وہ عمارت اس (اپنے بانی) کو لے کر جہنم کی آگ میں گر پڑے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

مومن کی عمارت کو تشبیہ دی اس کے ساتھ جس نے اپنی بنیاد مضبوط پہاڑ پر رکھی جبکہ کافر کی عمارت کو تشبیہ دی اس کے ساتھ جس نے کھائی کے کنارے پر بنیاد رکھی، اس میں کوئی مضبوطی نہیں تو سمندر اسے بہالے جائے گا تو وہ بھی دریابرد ہو جائے گی اور وہ غرق ہو جائے گی پھر کافر جہنم میں داخل ہو گا۔

حدیث میں جن پانچ کا ذکر ہے وہ بنیاد کی اصل ہیں بہر حال اس عمارت کو مکمل کرنے والی اور بھی چیزیں ہیں جیسے بقیہ فرائض وواجبات اور باقی رہے مستحبات وہ عمارت کو زینت بخشتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں، سب سے اعلیٰ شعبہ لا الہ الا اللہ کہنا، سب سے ادنی شعبہ راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو دور کرنا ہے۔

حدیث نمبر4

عَنْ عَبْدِ اللهِ بن مسعود قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ بِكَتْبِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا۔

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ صادق و مصدوق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر اسی میں جما ہوا خون اتنی مدت رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت میں گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے پھر فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار کلمات لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے اس کا رزق، عمر، عمل اور شقی یا سعید ہونا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں بیشک تم میں سے کوئی اہل جنت کے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر کا لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جہنم کا سا عمل کر لیتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی اہل جہنم جیسے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر کا لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جنت والا عمل کر لیتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

Translation:

Abdullah bin Masood (رضی اللہ عنہ) reported that Allah's Messenger (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) who is the most truthful (of the human beings) and his being truthful (is a fact) said: Verily your creation is on this wise. The constituents of one of you are collected for forty days in his mother’s womb in the form of blood, after which it becomes a clot of blood in another period of forty days. Then it becomes a lump of flesh and forty days later Allah sends His angel to it with instructions concerning four things, so the angel writes down his livelihood, his death, his deeds, his fortune and misfortune. By Him, besides Whom there is no god, that one amongst you acts like the people deserving Paradise until between him and Paradise there remains but the distance of a cubit, when suddenly the writing of destiny overcomes him and he begins to act like the denizens of Hell and thus enters Hell, and another one acts in the way of the denizens of Hell, until there remains between him and Hell a distance of a cubit that the writing of destiny overcomes him and then he begins to act like the people of Paradise and enters Paradise.

شرح:

(وھو الصادق المصدوق)

یعنی: اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں، اس لئے الصادق فرمایا اور مصدوق اسلیے فرمایا کہ ان کی تصدیق کی گئی۔

(بندے کا مادہ خلقت اسکے ماں کے پیٹ میں جمع کیا جاتا ہے) احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ مرد و عورت کا پانی کو جمع کیا جاتا ہے اور اس سے بچے کی پیدائش ہوتی ہے۔

جیسے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ یَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَیۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾

(الطارق 6-7)

اچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا۔ جو پیٹھ اور سینوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

یا اسے سے مراد یہ ہے کہ سارے بدن سے جمع کیا جاتا ہے، یہ اس وجہ سے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ نطفہ چالیس دن عورت کے پورے جسم میں سرایت کرتا ہے، ان کو ایام تواحمہ کہتے ہیں (جس میں عورت کو مختلف چیزیں کھانا کی خواہش پیدا ہوتی ہے)۔ پھر اسے جمع کیا جاتا ہے اور اس پر مولود کی مٹی ڈال دی جاتی ہے تو یہ علقہ (جما ہوا خون) بن جاتا ہے۔ پھر یہ قرار پکڑ لیتا ہے دوسرے مرحلے میں۔ پھر یہ کچھ بڑھ کر مضغۃ (گوشت کا لوتھڑا) بن جاتا ہے، اس کو مضغہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسے لقمے کے برابر ہوتا ہے جو کھانے کے قابل ہوتا ہے۔

پھر تیسری مرحلے میں اللہ پاک اس مضغہ میں صورت بناتا ہے اور اس میں کان آنکھ ناک اور منہ نکل آتے ہیں۔ پھر اس کے پیٹ کا باہری اور اندرونی حصہ اور آنتیں پیدا فرماتا ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا۔

هُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُكُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ كَیۡفَ یَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۶﴾

(آل عمران 6)

وہی رب ہے جو ماؤں کے پیٹوں کے اندر جیسی چاہتا ہے تصویر پیدا فرماتا ہے وہ رب ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ عزت والا حکمت والا ہے۔

پھر جب تیسرا مرحلہ پورا ہو جاتا ہے جو کہ 40 دن کا ہوتا ہے تو مولود کو چار ماہ ہو چکے ہوتے ہیں تو اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَیۡرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمۡ ؕ وَ نُقِرُّ فِی الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّكُمۡ ۔

اے لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن اُٹھنے کے بارے میں کچھ شک ہو تو (اس بات پر غور کر لو کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر پانی کی ایک بوند سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے جس کی شکل بن چکی ہوتی ہے اور ادھوری بھی ہوتی ہے تا کہ ہم تمہارے لیے اپنی قدرت کو ظاہر فرمائیں اور ہم ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہتے ہیں اسے ایک مقرر مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تمہیں بچے کی صورت میں نکالتے ہیں پھر (عمر دیتے ہیں) تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔

تراب سے مراد آدم علیہ السلام کی ذات ہے، نطفہ سے مراد انکی ذریت

نطفہ کہتے ہیں منی کو اور اس کی اصل ماء قلیل ہے۔

علقہ سے مراد جماہوا خون   مضغہ سے مراد گوشت کا لوتھڑا ہے۔

مخلقہ اور غیر مخلقہ سے مراد کیا ہے؟

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے

مخلقہ سے مراد تامہ ہے، غیر مخلقہ سے مراد غیر تامہ بلکہ ناقص الخلقت

مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس سے مراد مصورہ اور غیر مصورہ ہے، غیر مصورہ سے مراد حمل کا گر جانا

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نطفہ جب ماں کے رحم قرار پکڑ لیتا ہے۔ تو فرشتہ اسے اپنے سامنے رکھتا ہے اور عرض کرتا ہے یا اللہ! یہ مخلقہ ہے یا غیر مخلقہ؟

اگر رب ارشاد فرماتا ہے کہ غیر مخلقہ ہے تو فرشتہ رحم کے اندر اسکو خون کی حالت میں پھینک دیتا ہے اور اس میں روح نہیں پھونکی جاتی۔

اور اگر فرمائے مخلقہ ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے یارب یہ مذکر ہے یا مونث؟

یہ نافرمان ہے یا فرمانبردار؟   رزق کا کیا معاملہ ہے؟

اسکی عمر کتنی ہے؟   کس زمین میں اسکی موت ہوگی؟

تو اسے کہا جاتا ہے تم ام الکتاب کی طرف جاؤ اس میں سب باتیں پالو گے۔ تو فرشتہ اس جانب جاتا ہے اس میں سب باتیں دیکھ لیتا ہے، اور اس کا ایک کاپی بنالیتا ہے۔ پھر جب تک وہ بچہ زندہ رہتا ہے وہ کاپی فرشتے کے پاس رہتی ہے۔

اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ بندے کی سعادت اس کی ولادت سے پہلے ہی ہے۔

(فیسبق علیہ الکتاب) یعنی وہ جو اللہ پاک کے علم میں ہوتا ہے غالب آجاتا ہے یا جو لوح محفوظ میں ہوتا ہے یا جو ماں کے پیٹ میں لکھا جاتا ہے اور یہ بات گزر چکی ہے کہ تقدیر کی چار اقسام ہیں۔

(حتی مایکون بینہ و بینھا الا ذراع)

یہ قربت کو سمجھانے کے لئے ہے۔ مراد اس کی عمر کے آخری حصے کا زمانہ ہے حقیقتا ایک ہاتھ مراد نہیں۔بے شک کافر جب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دے پھر مر جائے تو جنت میں داخل ہو گا۔اور مسلمان اگر آخری عمر میں کلمہ کفر کہہ دے تو جہنم میں جائے گا۔

حدیث میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ کسی کے لئے جنت اور جہنم کا دخول قطعی نہیں۔اگرچہ سارے نیک اعمال بجالائے یا ہر قسم کی نافرمانی کر بیٹھے۔

(انبیاء وصحابہ مستثنی ہیں)

اس پر بھی دلیل ہے کہ کوئی اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کر بیٹھے کا اور نہ ہی خود پسندی کا شکار ہو کیونکہ وہ اپنے خاتمے کے بارے میں نہیں جانتا۔ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اللہ پاک سے حسن خاتمہ کا سوال کرے اور برے خاتمے اور برے انجام سے پناہ مانگے۔

اگر یہ کہا جائے کہ قرآن پاک میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ (الکھف30)

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ہم ان کا اجر ضائع نہیں کرتے جو اچھے عمل کرنے والے ہوں۔

آیت کا ظاہر یہ بتاتا ہے اچھے اعمال مخلص کرے تو اسکا عمل قبول کر لیا جائے گا۔تو جب قبول ہو گیا رب کریم کے وعدے کے مطابق تو اب وہ برے خاتمے سے تو محفوظ ہو گیا نا۔

اس کے دو جوابات ہیں۔

پہلا: اسکے اعمال قبولیت اور حسن خاتمہ کی شرط پر معلق ہیں

ایک احتمال یہ ہے جو ایمان لایا اور اخلاص کے ساتھ عمل کیا اس کا خاتمہ اچھا ہی ہو گا۔

اور برا خاتمہ اس کا ہو گا جو برے عمل کرے یا اچھے اعمال کے ساتھ ریاکاری کی آمیزش کر دے۔

حدیث نمبر5

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ

ترجمہ:

سیدتنا عائشہ (رضی اللہ عنھا) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رد ہے۔ (بخاری)

Translation:

Narrated Aisha :(رضی اللہ عنہا)

Allahs Apostle said, "If somebody innovates something which is not in harmony with the principles of our religion, that thing is rejected".

مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد

کسی شخص نے ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں وہ رد کر دیا جائے گا۔

شرح:

(من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد)

یعنی: مردود ہے، حدیث پاک میں اس بات پر دلیل ہے کہ عبادات جیسے غسل، وضو، روزہ نماز جب یہ خلاف شرع کیے جائیں تو یہ عبادات کرنے والے کے منہ پر مار دی جاتی ہیں۔

اسی سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جب خرید و فروخت کے اندر کوئی شرط فاسد لگائی جائے اور سودا فاسد ہو جائے تو خریدنے والے پر لازم ہے چیز لوٹا دے اور بیچنے والا رقم واپس کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے یہ بات کہی تھی کہ میرا بیٹا فلاں کے پاس کام کرتا تھا، تو میرے بیٹے نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کرلیا، مجھے یہ معلوم تھا میرے بیٹے پر رجم ہے۔ لیکن میں نے اس کی طرف سے سو (100) بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ میں دے دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الولیدۃ والغنم رد علیك (بخاری)

لونڈی اور بکریاں تیرے منہ پر مار دی گئی ہیں۔

اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ جس نے دین میں کوئی ایسی نئ چیز ایجاد کی جو شرع کے موافق نہیں تو اس کا گناہ اس ایجاد کرنے والے پر ہے اور اس کا عمل اس کے منہ پر مار دیا جائے گا اور وہ اس وعید کا مستحق ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی چیز ایجاد کی یا ایسے کو پناہ دی اللہ کی اس پر لعنت ہے (ابو داؤد)

نوٹ: یاد رہے یہاں پر مختصرا یہ بتادیا گیا کہ وہ نئی چیز جو خلاف شرع ہو وہ ناجائز ہے اور وہی اس وعید میں داخل مگر جو نئ چیز خلاف شرع نہ ہو وہ مباح بعض صورتوں میں مستحب بلکہ بسا اوقات واجب بھی ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا

(مسلم)

جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس ایجاد کرنے والے کو ثواب ملے گا اور جو عمل کرے گا اس کا ثواب بھی ایجاد کرنے والے کو ملے گا۔

حدیث نمبر 6

عن أبي عبدِ اللهِ النُّعمانِ بنِ بَشيرٍ رَضِي اللهُ عَنْهُما قال: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقولُ: إنَّ الحلالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُما أُمُورٌ مُشْتَبِهاتٌ لا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وعِرْضِهِ، ومَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلا وإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ، أَلا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلا وهِيَ الْقَلْبُ

ترجمہ:

حضرت سیدنا نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں؛ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ شبہ کی چیزیں ہیں جنہیں بہت سارے لوگ نہیں جانتے، تو جو شبہات سے بچے گا وہ اپنا دین اور اپنی عزت بچالے گا اور جو شبہات میں پڑے گا وہ حرام میں پڑ جائے گا جیسے وہ چرواہا جو بادشاہ کی چراگاہ کے آس پاس چرائے تو قریب ہے کہ جانور اس میں سے چر لیں آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی مقرر کردہ حدود اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں، آگاہ رہو کہ جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے، سن لو وہ دل ہے۔ (بخاری و مسلم)

Translation:

Narrated An-Numan bin Bashir :(رضی اللہ عنہ) I heard Allahs Apostle saying, Both legal and illegal things are evident but in between them there are doubtful

(suspicious) things and most of the people have no knowledge about them. So whoever saves himself from these suspicious things saves his religion and his honor. And whoever indulges in these suspicious things is like a shepherd who grazes (his animals) near the Hima (private pasture) of someone else and at any moment he is liable to get in it. (O people!) Beware! Every king has a Hima and the Hima of Allah on the earth is His illegal (forbidden) things. Beware! There is a piece of flesh in the body if it becomes good (reformed) the whole body becomes good but if it gets spoilt the whole body gets spoilt and that is the heart.

شرح:

(الحلال بین والحرام بین و بینهما امور مشتبهات الخ)

حلال و حرام کی تعریف میں علما کا اختلاف ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا:

الحلال ما دل الدلیل علی حله

حلال وہ ہے جس کے حلال ہونے پر دلیل دلالت کرے۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

الحرام ما دل الدلیل علی تحریمه

حرام وہ ہے جسکے حرام ہونے پر دلیل دلالت کرے۔

(وبینھما امور مشتبھات)

حلال اور حرام کے درمیان کچھ کام مشتبہ ہیں۔اس حیثیت سے کہ شبہ ختم ہو جائے تو کراہت ختم ہو جائے گی۔اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔

اسکی مثال اسطرح ہے،کوئی مسافر کسی علاقے میں کچھ سامان بیچنے کے لئے لاتا ہے تو اس سے بحث کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب بھی نہیں اور سوال کرنا مکروہ ہے۔

(فمن اتقی الشبھات فقد استبراء لدینه وعرضه)

یعنی دین کی حفاظت چاہنا اور شبہ سے بچ جانا۔

عزت کے بچانے سے مراد یہ ہے اگر وہ شبھات سے نہ بچے گا تو بیوقوف لوگ اس کی غیبت میں مبتلاء ہو جائیں گے اور اس کو حرام کھانے کی طرف منسوب کریں گے تو ان کے گناہ میں پڑنے کا سبب اس کا شبہ والی چیز میں پڑنا ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یقف مواقف التھم)

جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگھوں پر نہیں جاتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

چیزوں کے بارے میں دل میں آنے والے انکار سے بچو اگرچہ تمھارے پاس عذر بھی ہو،کیونکہ کتنے ہی تم سے سننے والے انکار کر بیٹھیں گے جن کو تم عذر بتانے کی استطاعت نہیں رکھو گے۔

ترمذی کی حدیث پاک ہے،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کسی کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو اسے چاہیے اپنی ناک کو پکڑ لے اور وہاں سے نکل

جائے۔

یہ اس لئے ہے کہ لوگ اس کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا۔

(فمن وقع فی الشبھات وقع فی الحرام)

اس میں دو احتمالات ہیں۔

اس کا حرام میں پڑنا اس گمان سے ہو کہ یہ حرام نہیں ہے۔

دوسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ وہ حرام کے قریب آگیا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ گناہ کفر کی ڈاک ہیں۔ (جیسے ٹکٹ انٹری کے لیے ضروری ہے اسی طرح گناہ کفر میں داخل کروانے کا ٹکٹ ہیں)

اس لئے کہ نفس جب مخالفت کرتا ہے آہستہ آہستہ اس سے بڑی خرابی میں جا پڑتا ہے۔

کہا گیا کہ اسی طرف اللہ پاک کے اس فرمان میں اشارہ ہے

وَ یَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّؕ-ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ۠(۱۱۲)

اور نبیوں کو ناحق شہید کرتے تھے، اور اس لیے کہ وہ نافرمان اور سرکش تھے۔

وہ گناہ کرتے رہے اور بڑھتے بڑھتے انبیاء کرام کے قتل تک پہنچ گئے۔

اور حدیث پاک میں ہے: اللہ پاک چور پر لعنت فرماتا ہے جس نے انڈا چرایا تو اس کے ہاتھ کاٹے جائیں اور جو رسی چرائے اسکے ہاتھ کاٹے جائیں۔

یعنی: ایک بندہ انڈا چراتا ہے پھر رسی چراتا ہے پھر چوری کے نصاب (احناف کے نزدیک کم از کم 10 درہم ہے یعنی 2 تولے ساڑھے ساتھ ماشے چاندی) تک پہنچ جاتا ہے تو اسکے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں۔

حمی اس جگہ کو کہتے ہیں مباح زمین میں غیر کو گھاس کاٹنے کی ممانعت ہو، تو جب کوئی اپنے جانور

اس کے قریب چرائے گا تو قریب ہے کہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ سے چر لیں اس کے برعکس جب جانور دور چریں گے تو کوئی خطرہ نہیں۔

جان لو کہ ہر حرام کردہ چیز کے اردگرد حمی (باؤنڈری) ہے۔ جیسے شرمگاہ کے ساتھ ناجائز تصرف حرام ہے تو اسکی حدود رانیں ہیں کہ رانوں کو حرام کے لئے باؤنڈری بنایا گیا ہے۔ اسی طرح اجنبیہ کے ساتھ خلوت حرام کی حمی ہے۔ تو حرام بذات خود حرام ہے اور حریم بھی حرام ہے اس لئے کہ یہ حرام کی جانب بڑھانے والی ہے۔

(الا وان فی الجسد مضغۃ)

یعنی جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب اس میں خشوع پیدا ہوتا ہے تو باقی جوارح میں بھی خشوع پیدا ہوتا ہے، جب اس میں کوئی سرکشی پیدا ہوتی ہے تو باقی جوارح میں بھی سرکشی پیدا ہوتی ہے۔ جب دل میں فساد آتا ہے تو اعضاء میں فساد آجاتا ہے۔

علماء نے فرمایا:

بندے کا جسم ایک ملک ہے نفس اس کا شہر ہے دل اس شہر کا درمیانی حصہ ہے اور اعضاء اس کے خادمین ہیں اور باطنی قوت شہر کے ساز و سامان ہیں اور عقل ایسی وزیر ہے جو شفقت کرنے والی ہے نصیحت کرنے والی ہے۔ شہوت خادمین (اعضاء) کی روزی کو طلب کرنے والی ہے اور غضب اس پولیس والے کی طرح ہے جو دھوکے باز بھی ہے اور خبیث بھی ہے کی اسکی نصیحت زہر قاتل کی طرح ہے پولیس والے کی ہمیشہ وزیر ناصح (عقل) سے جنگ رہتی ہے اور دماغ کے اگلے حصے میں تصور باندھنے کی قوت ہوتی ہے جیسا کہ خازن اور قوت مفکرہ دماغ کے درمیان میں ہوتی ہے اور

قوت حافظہ دماغ کے آخری حصہ میں ہوتی ہے۔زبان ترجمان کی طرح ہے اور حواس خمسہ جاسوس کی طرح ہیں ان میں سے ہر ایک کو اپنی کام پر لگایا گیا ہے،تو آنکھ کو عالم الوان (رنگوں) کا وکیل کیا گیا ہے اور کان کو عالم اصوات (آوازوں) کا وکیل کیا گیا ہے۔اسی طرح یہ سب خبر دینے کے آلات ہیں۔

پھر کہا گیا کہ بے شک سمع بصر یہ ایسی قوتیں ہیں جن سے نفس نظارہ کرتا ہے۔

تو دل بادشاہ ہے،جب ملک چلانے والا صحیح ہو جاتا ہے تو رعیت خود ٹھیک ہو جاتی ہے۔

جب بادشاہ مفسدات میں پڑا ہو تو رعیت بھی سی میں پڑ جاتی ہے۔دل کی سلامتی امراض باطنہ سے محفوظ ہونے میں ہے جیسے کینہ،بغض،حسد،لالچ ،بخل، تکبر ،مذاق مسخری،ریاکاری،لوگوں کو اپنے کام سنانا،دھوکہ، حرص، طمع،تقدیر پر راضی نہ ہونا۔

قلب کے امراض بہت سارے ہیں جنکی تعداد تقریباچالیس ہے۔

حدیث نمبر 7

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِله وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ

ترجمہ:

تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے عرض کیا کس کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمانوں کے ائمہ اور تمام مسلمانوں کی۔ (مسلم)

Translation:

It is narrated on the authority of Tamim ad-Dari that the Apostle of Allah (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) observed: Al-Din is a name of sincerity and well wishing. Upon this we said: With whom? He replied: With Allah, His Book, His Messenger and With the leaders and the general Muslims.

شرح:

الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِله وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ

علماء نے فرمایا

اما نصیحۃ للہ تعالی سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ پاک پر ایمان لائے اور شرک سے دور رہے، اللہ کی صفات میں بے دینی سے بچے اور تمام صفات کو کامل اور اکمل سمجھے، اور تمام عیوب سے اللہ پاک کو پاک جانے، اس کی اطاعت کرے، معصیت سے رکے، اسی کے لیے محبت کرے، اسی کے لیے

بغض رکھے، جو اللہ کی اطاعت کرے اس سے محبت کرے، جو نافرمانی کرے اس سے عداوت رکھے، جو کفر کرے اس سے جہاد کرے، اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرے اور اس پر شکر ادا کرے اور تمام کاموں میں اخلاص کو اپنائے رکھے، ذکر کیے گئے اوصاف کی طرف لوگوں کو بلائے اور ترغیب دلائے اور تمام لوگوں کے ساتھ شفقت کرے یا جس پر ممکن ہو اس پر کوشش کرے اور در حقیقت یہ اوصاف اپنے ہی ساتھ خیر خواہی کے لئے ہیں اور اللہ پاک ناصحین کی نصیحت سے بے پرواہ ہے۔

بہر حال کتاب اللہ سے خیر خواہی تو ایمان لانا کہ یہ اللہ کا کلام اور اس کا نازل کردہ ہے،، لوگوں کے کلام سے کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہو سکتی نہ ہی قرآن کی مثل مخلوق میں سے کوئی بھی لانے کی قدرت رکھتا ہے، پھر قرآن کی تعظیم کرے، جیسا قرآن کی تلاوت کا حق ہے ویسی تلاوت کرے، اچھی آواز سے پڑھے، اسکو پڑھتے ہوئے عاجزی اور خشوع کو پیدا کرے، تلاوت میں حروف کو قائم رکھے اور اس میں تحریف کرنے والوں کی تاویل سے بچے، اعتراض کرنے والوں سے دور رہے اور جو قرآن میں ہے اس کی تصدیق کرے، اس کے احکام کو لازم پکڑے، قرآن کے علوم اور مثالوں کو سمجھے، نصیحتوں میں غور کرے، عجائبات میں تفکر کرے، اس کے حکم پر عمل کرے، متشابہات کو تسلیم کرے، اسکے عموم و خصوص کو تلاش کرے، ناسخ و منسوخ کے بارے میں علم حاصل کرے، قرآن کے علوم کو پھیلائے اور اسکی طرف لوگوں کو دعوت دے اور جو ہم نے ذکر کیا یہ سب قرآن کی خیر خواہی ہے۔

اللہ کے رسول کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرے، اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اس پر ایمان لائے، جسکا حکم دیا اس میں اطاعت کرے، آپکی ظاہری حیات میں بھی، ظاہری وصال کے بعد بھی دین کی خدمت کرتا رہے۔ جو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اس سے محبت رکھے، آپ کے حق اور تعظیم کو بلند جانے، آپ کی سنتوں کو زندہ کرے اور اسے پھیلاتا رہے، اس کے علوم کو عام کرے، اس میں سمجھ حاصل کرے اور اس کے لئے دعا بھی کرے، اس کے سیکھنے سکھانے میں نرمی لائے، اور ان علوم کو بلند اور شان والا جانے، اور ان کو پڑھتے وقت باادب رہے، بغیر علم اس میں کلام سے رکے، ان کے اخلاق و آداب کو اپنائے، اہل بیت اور صحابہ کی محبت پیدا کرے، بدعتیوں سے کنارہ کشی اختیار کرے۔

ائمۃ المسلمین کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ حق پر ان کی مدد کرے، اس پر ان کی اطاعت کرے، ان کسی کام کا کہنا یا کسی کام سے روکنا یا سمجھانا نرمی کے ساتھ ہو، مسلمانوں کے جن حقوق کی ادائیگی سے وہ غافل ہو جائیں تو اس پر ان کی توجہ دلانا، تلوار کے ساتھ ان پر خروج کرنے سے بچنا، اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی اطاعت کا جذبہ ڈالنا۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ بھی ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھے، ان کے ساتھ جہاد کرے، ان کو صدقات دے، ان سے کوئی ظلم یا برائی صادر ہو تو تلوار سے خروج نہ کرے، جھوٹی تعریف نہ کرے، اور ان کو بھلائی کی دعوت دے۔

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نصیحت کو دین و اسلام کا نام دیا گیا، جس طرح دین قول پر واقع ہوتا ہے، اسی طرح عمل پر بھی ہوتا ہے۔ نصیحت ایسا فرض ہے کوئی بھی اس کو قائم کر دے تو کفایت کرے گا اور باقیوں سے ساقط ہو جائے گی۔ نصیحت انسان کی قدرت کے مطابق واجب ہے جب ناصح جانتا ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی اور اس کے حکم کی اطاعت کی جائے گی اور اس پر انگلی نہیں اٹھائی جائے گی، اگر اسے اذیت کا خوف ہو تو گنجائش ہے۔

حدیث نمبر 8

عن ابنِ عُمَرَ رَضِی اللہُ عَنْہُما أَنَّ رسولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قالَ:

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللہِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلاَّ بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللہِ تَعَالَى رواہ البخاریُّ و مسلمٌ.

ترجمہ:

ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے (اللہ پاک کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دیں، جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان و مال کو محفوظ کرلیں گے، سوائے اسلام کے حق کے۔ (رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔

Translation:

Narrated Ibn Umar :(رضی اللہ عنہما) Allahs Apostle ﷺ said: "I have been ordered (by Allah) to fight against the people until they testify that none has the right to be worshipped but Allah and that Muhammad ﷺ is Allah's Apostle, and offer the prayers perfectly and give the obligatory charity, so if they perform that, then they save their lives and property from me except for Islamic laws and then their reckoning (accounts) will be done by Allah."

شرح:

الا بحق الاسلام

اسلام کے حق میں سے واجبات پر عمل کرنا ہے تو جو واجبات کو ترک کرے اس سے قتال جائز ہے، جیسے بغاوت کرنے والا ،ڈاکو، حملہ آور، زکوۃ سے انکار کرنے والا،جو استطاعت کے باوجود قرض کی ادائیگی سے منع کرنے والا،شادی شدہ زانی اور جمعہ اور وضو چھوڑنے والا۔ان احوال میں قتال مباح ہے

(اسکی تفصیل فقہ حنفی میں ہے اور یہ حاکم کے لیے ہے عام مسلمان کے لیے نہیں کہ قتال کرے)

(وحسابھم علی اللہ تعالی)

جو شھادتین کا اقرار کرے، نماز قائم کرے ،زکوۃ دے تو اس نے اپنے جان و مال کو بچالیا، پھر اگر یہ کام خالص اچھی نیت سے کرے تو مومن ہے، اور اگر اس لئے کرے تا کہ قتال سے بچ جائے تو اسکا حساب اللہ پر ہے۔اور اللہ دلوں کے حالات کو جاننے والا ہے۔

اسی طرح بغیر وضو یا غسل جنابت کے بغیر نماز پڑھے، یا گھر میں کھاتا پیتا رہے اور دعوی کرے کہ میں روزے سے ہوں تو دنیا میں اس کی بات مان لی جائے گی مگر اس کا حساب اللہ پر ہے۔

حدیث نمبر 9

عَن أبِي هُريرةَ عَبدِ الرَّحمنِ بنِ صَخْرٍ رَضِي اللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقولُ:

مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ، وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ واخْتِلافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ۔ رواه البخاريُّ ومسلمٌ.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔ بے شک تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو گئیں۔

Translation:

Narrated Abu Hurairah : (رضی اللہ عنہ)

The Prophet said, "If I forbid you to do something, then keep away from it. And if I order you to do something, then do of it as much as you can. The people who were before you were ruined because of their irrelevant questions and their differences over their prophets.

شرح:

(ما نھیتکم عنہ فاجتنبوہ)

یعنی تمام ممنوعات شرعیہ سے ہر وقت بچتے رہو ان میں سے کوئی کام نہ کرو، اور ان ممنوعات سے مراد مکروہات تحریمیہ ہیں۔

اور مکروہ تنزیہی عمل تو کرنا گناہ نہیں اور لغت میں نھی سے مراد رکنا ہے۔

(فانما اھلك الذین من قبلکم کثرۃ مسائلھم واختلافھم علی انبیائھم)

جان لو کہ سوال کی چند اقسام ہیں:

پہلی: جاہل شخص کا فرائض کے متعلق سوال کرنا جیسے کہ وضو اور نماز اور روزہ اور احکام معاملات وغیرہ

یہ سوال واجب ہے اسکو اس حدیث پر محمول کیا جائے گا

"طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ"

آدمی اس حوالے سے خاموش رہے تو یہ اس کے لئے نقصان دہ ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۴۳﴾ (النحل 43)

اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مجھے زبان سوال کے لیے دی گئی ہے اور دل غور و فکر کے لیے۔

دوسری: دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لئے سوال کرنا نہ کہ صرف عمل کے لئے۔ مثلا قضا اور فتوی اور یہ فرض کفایہ ہے۔

اللہ پاک کے فرمان کی وجہ سے:

وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۔فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ۠ ﴿۱۲۲﴾ (التوبہ 122)

اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکل جائیں تو ان میں ہر گروہ میں سے ایک جماعت کیوں نہیں نکل جاتی تاکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں اور جب اِن کی طرف واپس آئیں تو وہ اِنہیں ڈرائیں تاکہ یہ ڈر جائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبر دار جو تم میں حاضر ہیں میری بات ان تک پہنچا دیں جو حاضر نہیں۔ (بخاری)

تیسری: ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنا جو اللہ پاک نے نہ اس پر لازم کی نہ کسی اور پر۔ اسی قسم پر یہ حدیث محمول ہے اس لئے کہ کبھی سوال میں تکلیف کے سبب مشقت اٹھانی پڑتی ہے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ پاک نے بعض چیزوں سے سکوت فرمایا تم پر رحمت کرتے ہوئے تو ان کے بارے میں سوال نہ کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (آل عمران 97)

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے

تو ایک شخص نے سوال کیا ہر سال فرض ہے یا رسول اللہ؟؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی، یہاں تک کہ دو یا تین بار انہوں نے سوال دہرایا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریب تھا میں ہاں کہہ دیتا اور خدا کی قسم اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا پھر تم ادائیگی نہ کر سکتے، پھر فرمایا: جس کو میں چھوڑ دوں اسکے بارے میں پھر سوال نہ کرو بے شک تم سے پہلے کے لوگوں کو ان کے کثرت سوال اور انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرنے ہی نے ہلاک کر دیا تو جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو اور جب کسی کام سے روکوں تو اس سے رک جاؤ۔

اللہ پاک نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔ (المائدہ 101)

اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں

یعنی جس پر عمل کا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا۔

یہ ممانعت نبی کریم کے زمانے کے ساتھ خاص ہے۔ اب شریعت کے اصول مکمل ہیں اور وہ زیادتی سے محفوظ ہیں اور ممانعت سبب کے ختم ہونے سے ختم ہو گی۔

علماء کی ایک جماعت نے آیات متشبھات کے معانی سے متعلق سوال کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ سے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا گیا:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵ (طہ 5)

وہ بڑا مہربان ہے، اس نے عرش پر اِستواء فرمایا

آپ نے فرمایا: استوا معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے اس پر ایمان واجب ہے اور اس کے متعلق سوال بدعت ہے اور میرے نزدیک تم بدعتی ہو اس کو میرے پاس سے نکال دو۔

حدیث نمبر10

عن أبي هريرةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قال: قالَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ

ترجمہ:

حضرت سیدنا ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے لوگوں اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ نے مومنین کو اس بات کا حکم دیا ہے جو اس نے رسولوں کو دیا، اللہ نے فرمایا: ((اے رسولو! تم پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو میں تمہارے عملوں کو جاننے والا ہوں)) اور فرمایا ((اے ایمان والو ہم نے جو تم کو پاکیزہ رزق دیا اس میں سے کھاؤ)) پھر ایسے آدمی کا ذکر فرمایا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے حال یہ ہے کہ اس کے بال بکھرے جسم گرد آلود اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف دراز کر کے کہتا ہے اے رب اے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام اور اس کا پہننا حرام اور اس کا لباس حرام اور اس کی غذا حرام تو اس کی دعا کیسے قبول ہو۔ (مسلم)

Translation:

Abu Hurairah (رضی اللہ عنہ)reported Allah's Messenger (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) as saying: O people, Allah is Good and He therefore, accepts only that

which is good. And Allah commanded the believers as He commanded the Messengers by saying: "O Messengers, eat of the good things, and do good deeds; verily I am aware of what you do". And He said: O those who believe, eat of the good things that We gave you" He then made a mention of a person who travels widely, his hair dishevelled and covered with dust. He lifts his hand towards the sky (and thus makes the supplication): "O Lord,O Lord," whereas his diet is unlawful, his drink is unlawful, and his clothes are unlawful and his nourishment is unlawful. How can then his supplication be accepted?

شرح:

(ان اللہ تعالی طیب)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْأَحَبِّ إِلَيْكَ الَّذِي، إِذَا دُعِيتَ بِهِ أَجَبْتَ، وَإِذَا سُئِلْتَ بِهِ أَعْطَيْتَ، وَإِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهِ رَحِمْتَ، وَإِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهِ فَرَّجْتَ (ابن ماجہ)

اے اللہ! میں تیرے اس پاکیزہ اچھے برکت والے نام کے ساتھ تجھ سے دعا کرتا ہوں جو تجھے زیادہ محبوب ہے، جب اس نام کے ساتھ تجھ سے دعا کی جائے تو تو قبول فرماتا ہے، جب اس نام کے ساتھ سوال کیا جائے تو تو عطا فرماتا ہے، اور جب اسکے ساتھ رحمت طلب کی جائے تو تو رحم فرماتا ہے، اور جب اس کے ذریعے تجھ سے کشادگی طلب کی جائے تو تو کشادگی عطا فرماتا ہے۔

طیب کا معنیٰ ہے عیوب اور برائیوں سے پاک ہونا، لیکن جب یہ اللہ پاک کے لیے بولا جائے گا تو مراد یہ ہو گی وہ ذات جو ہر عیب سے پاک ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ عارفین کے نزدیک طیب اللہ پاک کی پاکیزہ حمد ہے اور ناموں میں زیادہ لذت دینے والا اسم ہے، اللہ پاک اپنے بندوں کے نیک اعمال کے سبب انہیں جنت میں داخل فرما کر لطف فرمانے والا ہے۔ اور ان کا پاکیزہ ترین عمل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے۔

(لا یقبل الا طیبا) یعنی حرام کے ذریعے اللہ پاک کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو چیز اب کھانے کے قابل نہ رہی اس کو صدقہ کرنا مکروہ ہے جیسا کہ جانوروں کا کھایا ہوا بے کار دانا گھاس وغیرہ۔ اسی طرح شبہ والا مال صدقہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ (البقرہ 267)

اور خرچ کرتے ہوئے خاص ناقص مال (دینے) کا ارادہ نہ کرو

جس طرح اللہ پاک پاکیزہ مال ہی اپنی بارگاہ میں قبول فرماتا ہے تو اعمال بھی وہی قبول فرماتا ہے جو ریا، خود پسندی اور لوگوں کو سنانے اور دوسرے گناہوں کی ملاوٹ سے پاک ہوں۔

اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ آدمی اگر نیکیوں پر قوت حاصل کرنے کے لئے یا اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لئے کھائے تو اس پر ثواب اسے ثواب دیا جائے گا اور یہ لازمی امور میں سے ہے، بر خلاف اس کے کہ وہ فقط خواہش نفس اور لذت کے لئے کھائے۔

(فانی یستجاب لہ)

یعنی: دعا کی قبولیت سے اسکو دور کر دیا جاتا ہے۔ لہذا قبولیت دعا کے لیے اکل حلال ضروری ہے۔

حدیث نمبر11

عن أبي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بنِ عليّ بنِ أبي طالِبٍ، سِبْطِ رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَيْحانَتِهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قال: حَفِظْتُ مِنْ رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لاَ يَرِيبُكَ.

رواهُ التِّرمذيُّ والنَّسائِيُّ، وقالَ التِّرمذيُّ: حديثٌ حسَنٌ صحيحٌ

سیدنا ابو محمد حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ فرمان یاد کیا ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔

Translation:
Hazrat Hasan bin Ali رضی اللہ عنہما said, I have learnt from Prophet" : صلی اللہ علیہ وسلم Abandon that which puts you in doubt and take up that which does not cause you doubt

شرح:

اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ پرہیز گار شخص کو چاہئے جس مال میں شبہ ہو اس میں سے نہ کھائے جیسا کہ حرام مال کے بارے میں گزرا کہ اس میں سے کھانا حرام ہے۔

اس کھانے کو حاصل کرے جس میں کسی قسم کا شک نہ ہو اور جس سے اس کا دل مطمئن ہو اور نفس کو سکون ملے۔

حدیث نمبر12

عن أبی ھریرۃَ رَضِیَ اللهُ عَنۡہُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ:

مِنۡ حُسۡنِ إسۡلاَمِ الۡمَرۡءِ تَرۡکُہُ مَالاَیَعۡنِیۡہِ۔

حدیثٌ حَسَنٌ رواہ التِّرمذیُّ

ترجمہ:

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

Translation:

Abu Hurairah (رضی اللہ عنہ) reported that Allah's Messenger said, " Of the excellence of a man's Islam is that he shuns the meaningless."

شرح:

جن افعال واقوال کے اندر نہ دین کا فائدہ ہے نہ دنیا کا وہ لایعنی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں کے متعلق پوچھا: وہ صحیفے مثالوں پر مشتمل تھے اس میں یہ بات بھی تھی کہ:

اے دنیا کے دھوکے میں مبتلا بادشاہ! ہم نے تمہیں دنیا اکٹھے کرنے نہیں بھیجا بلکہ مظلوم کی حاجت روائی کے لیے بھیجا ہے کیونکہ میں مظلوم کی دعا کو رد نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر ہو۔

ان صحیفوں میں یہ بھی تھا:

عقل مند کو چاہیے جب تک اسکی عقل مغلوب نہ ہو تب تک اپنے وقت کو اس طرح تقسیم کرے کہ ایک حصے میں اپنے رب سے مناجات کرے، ایک حصے میں اپنا محاسبہ کرے، ایک حصے میں اللہ

پاک کی مخلوقات میں غور و فکر کرے، ایک حصے کو کھانے پینے کے لیے چھوڑ دے، یہ بھی تھا کہ عقل مند تین چیزوں کے لیے سفر کرتا ہے، آخرت بنانے اور روزی کمانے اور حلال چیزوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے، عقل مند کے لیے لازم ہے کہ اپنی زمانے کے حالات سے واقف رہے، اس کے معاملات سے آگاہ ہو اور اپنی زبان کی حفاظت کرتا رہے، اسکا کلامبفضول باتوں پر مشتمل نہ ہو

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا لکھا تھا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان میں عبرت کا بیان تھا، تعجب ہے اس پر جو موت کا یقین رکھتا ہے پھر بھی خوش ہوتا ہے، تعجب ہے اس پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے، پھر بھی رزق کی تلاش میں مارامارا پھرتا ہے، تعجب ہے اس پر جو دنیا کی حقیقت سے آگاہ ہے پھر بھی اسے قبول کر کے مطمئن ہو جاتا ہے، تعجب ہے اس پر جس کو یقین ہے کل اسے حساب دینا ہے پھر بھی وہ نیک اعمال نہیں کرتا۔

کہتے ہیں میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے نصیحت فرمایئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ تقویٰ تمام اچھے اعمال کی بنیاد ہے۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مزید ارشاد فرمایئے۔

فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت خود پر لازم کرلو کہ یہ زمین میں تمھارے لیے نور اور آسمان میں تمھارے تذکرے کا باعث ہے۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی مزید ارشاد فرمائیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے

اور چہرہ افسردہ ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں میں نے کہا مزید فرمائیے، ارشاد فرمایا: اچھی بات کے سوا کچھ نہ کہو شیطان تم سے دور بھاگے گا اور نیکیوں میں مدد ملے گی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزید ارشاد فرمائیں،

فرمایا: جہاد کو لازم پکڑو یہ میری امت کی راہبانیت ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ارشاد فرمائیں، فرمایا: غریبوں سے محبت اور انکی صحبت اختیار کرو۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نصیحت فرمائیں،

فرمایا: دنیاوی معاملات میں اپنے سے کم درجے والوں کو دیکھو، مالداروں کو نہ دیکھو کہ تمھیں اللہ کی نعمتوں کی کمی کا احساس ہو۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نصیحت کیجئے،

فرمایا: اپنے رشتے داروں سے صلہ رحمی کرو اگرچہ وہ تم سے قطع تعلقی کریں،

مزید فرمایا: اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرو اور حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہو۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمائیں،

فرمایا: دوسروں کی ان خامیوں پر اعتراض نہ کرو جو تمھارے اندر پائی جاتی ہیں اور ان کاموں پر غصہ نہ کرو جنھیں تم خود بھی کرتے ہو، کسی کی غیبت کے لیے یہی بات کافی ہے، کہ اسکے بارے میں ایسی بات کہو جس کو اپنے لیے برا جانتے ہو اور دوسروں کے ان کاموں پر غصہ نہ کرو جنھیں تم خود بھی کرتے ہو۔

پھر ابو ذر غفاری کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مار کر فرمایا: اے ابو ذر! کفایت شعاری سے بڑھ کر کوئی عقل مندی نہیں، گناہوں کو چھوڑنے سے بڑھ کر کوئی تقویٰ و پرہیز گاری نہیں اور حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی شرافت نہیں۔

حدیث نمبر 13

عن أبي حمزةَ أنسِ بنِ مالكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خادمِ رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قالَ:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

رواه البخاريُّ ومسلمٌ.

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

Translation:
It is arrested on the authority of Anas bin Malik (رضی اللہ عنہ) that the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) observed: one amongst you believes (truly) till one likes for his brother that which he loves for himself.

شرح:

(لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ) زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کو عمومی بھائی چارگی (انسانیت) پر محمول کیا جائے یہاں تک کہ کافر و مسلم سب شامل ہو جائیں، تو کافر کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور وہ اسلام میں داخلہ ہے جیسا کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے اسلام پر استقامت کو پسند کرتا ہے۔ اسی وجہ سے کافر کے لئے ہدایت کی دعا کرنا مستحب ہے۔

اور حدیث پاک ایمان کامل کی نفی پر محمول ہے کہ جو اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے

لئے پسند کرتا ہے وہ کامل مومن نہیں، پسند کرنے سے مراد اس کے لیے خیر و بھلائی کا ارادہ کرنا، پھر بھلائی سے مراد دینی نفع چاہنا نہ کہ بشری نفع، اس لئے کہ بسا اوقات بشری اعتبار سے وہ اپنے لیے چیز پسند کرتا ہے مگر وہ دوسرے کے لیے اچھی نہیں ہوتی۔ انسان پر یہ واجب ہے کہ طبعیت بشری کی مخالف کرے اور اپنے بھائی کے لیے دینی نفع پسند کرے، جب کوئی اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہیں کرتا جو اپنے لیے کرتا ہے تو اس کی ایک وجہ حسد ہوتی ہے۔

حسد کے بارے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسکی تین قسمیں ہیں۔

پہلی: دوسرے سے نعمت زائل ہو کر حاسد کو مل جائے۔

دوسری: دوسرے سے نعمت کا زوال چاہنا اگرچہ اسے نہ ملے کیونکہ یا تو اسکے پاس اس کی مثل موجود ہے یا اسے وہ چیز پسند نہیں۔ یہ پہلی سے زیادہ سخت قسم ہے۔

تیسری: کسی سے زوال نعمت کی خواہش نہ کرے لیکن اسکے بڑھنے کو ناپسند جانے، یعنی برابری میں تو راضی ہے مگر اس سے اوپر جانے پر راضی نہیں، یہ بھی حرام ہے کہ وہ اللہ کی تقسیم پر راضی نہیں ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾

(الزخرف 32)

کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان ان کی روزی (بھی) ہم نے ہی تقسیم کی ہے اور ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر کئی درجے بلند کیا ہے تاکہ ان میں ایک دوسرے کو اپنا خادم بنائے اور تمہارے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں۔

توجو اللہ کی تقسیم پر راضی نہیں گویا وہ اللہ پاک سے اس کی تقسیم اور حکمت کے بارے میں تعارض کرتا ہے۔تو انسان کو چاہیئے اپنے نفس کا علاج کرے اور اللہ کی رضا پر راضی رہے اور دعا کے ذریعے حسد کی مخالفت کرے۔

حدیث نمبر 14

عنْ ابنِ مسعودٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

لاَ یَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ أَن لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وأَنِّی رسُولُ اللهِ إِلاَّ بِإِحْدَی ثَلاَثٍ: الثَّیِّبِ الزَّانِی، وَالنَّفْسِ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكِ لِدِینِهِ الْمُفَارِقِ لِلْجَمَاعَةِ.

رواہ البخاریُّ ومسلمٌ

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین کے علاوہ کسی ایسے مسلمان مرد کا خون بہانا جائز نہیں جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ ایک شادی شدہ زانی، دوسرا جان کے بدلے جان اور دین کو چھوڑنے والا اور جماعت میں تفریق ڈالنے والا۔

Translation:

Abdullah Bin Masud رضی اللہ عنہ reported Allah's Messenger (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) as saying: It is not permissible to take the life of a Muslim who bears testimony (to the fact that there is no god but Allah, and I am the Messenger of Allah, but in one of the three cases: the married adulterer, a life for life, and the deserter of his Din (Islam), abandoning the community.

شرح:

(الثیب الزانی)

یعنی جس نے نکاح کیا اور نکاح صحیح میں بیوی سے صحبت کی پھر زنا کیا تو اس کو رجم کیا جائے گا۔

(والنفس بالنفس)

یہ برابری کی شرط کے ساتھ ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا، آزاد کو غلام کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

احناف کا یہ موقف نہیں۔

حدیث نمبر 15

عن أبي هُريرةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أنَّ رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قالَ:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ.

رواه البخاریؒ ومسلمؒ.

ترجمہ:

ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

Translation:
Narrated Abu Hurairah : (رضی اللہ عنہ)
Allah's Apostle said, "Whoever believes in Allah and the Last Day should talk what is good or keep quiet, and whoever believes in Allah and the Last Day should not hurt (or insult) his neighbor; and whoever believes in Allah and the Last Day, should entertain his guest generously".

شرح:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب بندہ بات کرنے کا ارادہ کرے تو اسکو چاہیے کہ پہلے غور کرلے، اگر اس پر ظاہر ہو کہ اس بات میں نقصان نہیں ہے تو وہ کلام کرے

اور اگر یہ واضح ہو جائے یا شک ہی ہو کہ اس میں کوئی نقصان ہے تو خاموش رہے۔

امام ابو محمد ابن ابی زید فرماتے ہی:

تمام آداب خیر 4 احادیث پاک کے تحت آتے ہیں۔

1: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے

(مسلم)

2: مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْه

آدمی کے اسلام کے حسن میں سے یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو ترک کر دے۔

(شعب الایمان)

3.. لَا تَغْضَبْ

غصہ نہ کرو (بخاری)

4.. لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

تم میں سے کوئی شخص اسوقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نا کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (بخاری)

امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ سے یہ نقل کیا گیا کہ آپ نے فرمایا:

جہاں خاموش رہنا بہتر ہے وہاں خاموش رہنا سمجھ دار لوگوں کی صفت ہے، جیسا کہ جہاں بولنے کا موقع ہے وہاں بولنا اچھی خصلت ہے۔ اور فرمایا کہ میں نے ابو علی دقاق کو فرماتے ہوئے سنا: جو حق بولنے سے سکوت اختیار کرے وہ گونگا شیطان ہے۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے: انسان کو چاہیے اپنے کلام سے اتنا نکالے جتنی ضرورت ہے جیسے بندہ اپنے کمائے ہوئے مال میں سے اتنا ہی خرچ کرتا ہے جتنی ضرورت ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات روایت کی گئی ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: انسان کی سمجھداری میں سے یہ ہے کہ وہ لایعنی کلام کو چھوڑ دے۔

یہ بھی مروی ہے: عافیت کے دس اجزاء بنائے جائیں تو 9 حصے خاموشی کے اندر ہیں سوائے اس کے کہ ذکر اللہ کرے۔

کہا جاتا ہے جو خاموش رہا وہ سلامت رہا۔

کسی سے پوچھا گیا کہ آدمی خاموش کیوں رہے؟ تو جواب دیا کہ خاموش رہنے سے بندہ کبھی شرمندہ نہیں ہوتا۔ مگر بولنے سے ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کہا گیا کہ جیسے ہاتھ زخمی کرتا ہے زبان بھی زخمی کرتی ہے۔

کہا گیا کہ زبان پاگل کتے کی طرح ہے اگر کھلا چھوڑو گے تو کاٹ لے گا۔

(ومن کان یؤمن باللہ۔۔۔۔۔۔فلیکرم ضیفہ)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو بندہ احکام شرع کا لحاظ کرتا ہے اس پر لازم ہے مہمان اور پڑوسی کا اکرام کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جبریل (علیہ السلام) مجھے پڑوسی کے بارے میں نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار نہ بنا دیں۔

پڑوسی کی 4 صورتیں بن سکتی ہیں۔

1: جو گھر میں ہمارے ساتھ رہتا ہے۔

2: جو گھر کے بالکل برابر میں رہتا ہے۔

3: ہر جانب چالیس چالیس گھر والے۔

4: جو شہر / علاقے میں ساتھ رہتا ہے۔

جو مسلمان پڑوسی بالکل قریب میں رہتا ہے اس کے تین حقوق ہیں۔

جو مسلمان پڑوسی بالکل قریب نہیں رہتا ہے اس کے دو حقوق ہیں۔

جو مسلمان پڑوسی دور رہتا ہے اس کا ایک حق ہے۔

مہمان نوازی اسلام کے آداب سے ہے، انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین کے اخلاق میں سے ہے۔

حدیث نمبر 16

عنْ أبِی هُرِيرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، أنَّ رَجُلاً قالَ للنَّبِیّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنی. قالَ:

لاَ تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرارًا، قالَ: لاَ تَغْضَبْ

رواه البخاریُّ.

ترجمہ:

سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کوئی نصیحت فرما دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔ انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔

Translation:

Narrated Abu Hurairah:(رضی الله عنہ) A man said to the Prophet" , □ Advise me! "The Prophet □ said, "Do not become angry and furious." The man asked (the same) again and again, and the Prophet □ said in each case, "Do not become angry and furious".

شرح:

اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے غصے کو نافذ نہ کرے۔ اور ممانعت فی نفسہ غصے کی نہیں کیونکہ یہ بشری تقاضوں میں سے ہے اور اس کو مکمل ختم کر دینا انسان کے لئے ممکن نہیں۔

آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا:

تم غصہ کرنے سے بچو اس لئے کہ یہ ایسی چنگاری ہے جو ابن آدم کے دل میں بھڑکتی ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آتا ہے تو اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور اسکی گردن کے قریب کی رگ پھول جاتی ہے۔تو جب تم میں سے کسی کے ساتھ ایسا معاملہ ہو تو اسے چاہیے کروٹ کے بل لیٹ جائے یا زمین سے چمٹ جائے۔

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ ایسی بات بتا دیجیے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غصہ نہ کرو تمہارے لیے جنت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی ہی بجھاتا ہے۔تو جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہیے کہ وضو کرلے۔

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کسی کو کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آئے تو بیٹھ جائے، اگر غصہ چلا جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔

عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام سے فرمایا: میں تمھیں نفع دینے والی بات بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ کبھی غصہ نہ کرنا۔

یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہو گا کہ میں غصہ نہ کروں؟

تو ارشاد فرمایا: جب تم سے کوئی کہے تمھارا کیا معاملہ ہے تو اسکو کہہ دو گناہوں کا مسئلہ ہے اور میں اسکو یاد کرتا ہوں اور اللہ سے اسکی توبہ کرتا ہوں۔اگر کوئی کہے تمھیں کوئی مسئلہ نہیں ہے تو کہو میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں۔جب تم میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے تمہیں عار دلائی جائے تو یہ

ایسی نیکی ہے جو تمھاری طرف بھیجی گئی۔ہے۔

حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ مجھے ایسی بات بتا دیجیے جس سے میں اللہ کے غضب سے بچ جاؤں، تو ارشاد فرمایا: غصہ نہ کرنا۔

حدیث نمبر17

عن أبي يَعْلَى شَدَّادِ بنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عن رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال:

إِنَّ اللهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ. رواه مسلِمٌ

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک نے ہر چیز پر بھلائی لازم کردی ہے تو جب بھی تم قتل کروتو اچھی طرح قتل کرواور جب بھی تم ذبح کروتو اچھی طرح ذبح کرواور تم کو چاہئے کہ اپنی چھری کو تیز کرلے اور اپنے جانور کو آرام دے۔

Translation:
Shaddad bin Aus said: Allahs Messenger (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) said: Verily Allah has enjoined goodness to everything; so when you kill, kill in a good way and when you slaughter, slaughter in a good way. So every one of you should sharpen his knife, and let the slaughtered animal die comfortably.

شرح: مسلمان کو جب قصاص میں قتل کیا جائے تو آلہ تیز ہونا چاہیے، اسی طرح جب جانور کو ذبح کیا جائے تو چھری تیز ہونی چاہیے تاکہ وہ زیادہ تکلیف میں نہ آئے اور اسے راحت پہنچائی جائے۔جب تک اسکی جان نہ نکال جائے اس میں سے کچھ نہ کاٹا جائے۔اس کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے۔ذبح سے پہلے اسے پانی پلایا جائے، جس کے تھنوں میں دودھ آگیا ہو اس کو ذبح نہ کیا جائے نہ ہی بچے والے جانور کو جب تک تھن خالی نہ ہو جائے، اور دودھ نکالنے والا کے ناخن بڑے نہ ہوں کہ اسکو تکلیف ہو اسی طرح ایک کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کیا جائے۔

حدیث نمبر18

عن أبي ذرٍّ جُندُبِ بنِ جُنَادَةَ وأبي عبدِ الرَّحمنِ مُعاذِ بنِ جبلٍ رضِي اللهُ عَنهُما، عن رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قالَ:

اتَّقِ اللهَ حَيثُمَا كُنتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسنَةَ تَمحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔

رواه التِّرمذيّ، وقالَ حديثٌ حَسَنٌ. وفي بعضِ النُّسَخِ حسنٌ صحيحٌ.

ترجمہ:

حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرو، برائی کے بعد (جو تم سے ہو جائے) بھلائی کرو جو برائی کو مٹادے اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ۔

Translation:

Sayyidina Abu Dharr (رضی الله عنہ) reported that Allah’s Messenger said, “Fear Allah wherever you are. Follow your evil deed with a pious deed that it may erase it. And meet people in a cheerful manner”.

شرح:

(اتق اللہ حیثما کنت)

اللہ کا خوف تنہائی میں بھی ایسے ہی رکھو جیسے سب کے سامنے رکھتے ہو۔ ہر جگہ اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو۔

اللہ کا خوف پیدا کرنے میں یہ چیز بڑی معاون ثابت ہو گی کہ ہر وقت اس بات کو ذہن میں رکھا جائے کہ اللہ پاک بندوں کے تمام احوال سے باخبر ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا یَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَیْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۷﴾

(المجادلۃ 7)

ترجمہ: (اے بندے!) کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو ان میں چوتھا اللہ ہی ہے اور پانچ کی سرگوشی ہو تو وہ اللہ ہی ان کا چھٹا ہوتا ہے اور اس سے کم اور اس سے زیادہ جتنے بھی لوگ ہوں، اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں پھر اللہ انہیں قیامت کے دن بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا، بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

تقویٰ بڑا وسیع کلمہ ہے جس میں واجبات پر عمل کرنا اور ممنوعات کو چھوڑ دینا سب شامل ہیں۔

(و اتبع السیئۃ الحسنۃ تمحها)

یعنی جب تم برائی کر بیٹھو تو فوراً اللہ سے اس گناہ کی معافی چاہو اور اس کے بعد نیکی کر لو تو وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی۔

جان لو اس حدیث کا ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے کہ نیکی ایک ہی گناہ کو مٹائے گی اگرچہ دس نیکیاں کر لے اور نیکیوں کا دگنا ہونا بہت سے گناہوں کو نہیں مٹائے گا تو یہ اس کا معنی نہیں بلکہ ایک نیکی کے سبب دس گناہ معاف ہونگے۔

حدیث پاک سے اس کا ثبوت ملتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر نماز کے فورا بعد دس بار اللہ اکبر کہو دس بار الحمد للہ کہو اور دس بار سبحان اللہ پڑھو زبان پر یہ ایک سو پچاس ہیں مگر میزان عمل میں پندرہ سو ہیں۔ تم میں سے جو بھی ایک دن میں یہ عمل کرے گا تو اللہ پاک اس کے بدلے 1500 گناہوں کو معاف فرمادے گا.

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نیکیوں میں اضافہ کرنے سے گناہ بھی زیادہ معاف ہونگے۔

حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیکی سے ہر گناہ معاف کر دیا جائے گا تو اسے محمول کیا جائے گا اس پر کہ جو گناہ اللہ کے حقوق سے متعلق ہے، بہر حال جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں جیسے غصہ، غیبت چغلی وغیرہ وہ اس وقت تک معاف نہ ہونگے جب تک بندہ معاف نہ کرے تو ضروری ہے اس بندے سے تعیین کے ساتھ وہ حق معاف کروایا جائے کہ میں نے تیرے بارے میں ایسا ایسا کہا تھا۔

(جب کہ اس تک یہ بات پہنچ گئی ہو کہ تم نے اس کے بارے میں ایسا کہا تھا)

حدیث میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ نفس کا محاسبہ واجب ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنا محاسبہ خود کرلو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ (الحشر 18)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تمہارے اعمال سے خوب خبر دار ہے۔

(وخالق الناس بخلق حسن)

خلق عظیم کلمہ جامعہ ہے جس میں لوگوں کے ساتھ تمام احسان اوران سے تکلیف کو دور کرنامراد ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم ہرگز لوگوں پر اپنے مالوں کے ذریعے سے وسعت نہیں کرسکتے، تو اپنے چہرے کی کشادگی اور حسن اخلاق کے ساتھ لوگوں پر وسعت کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ افضل عمل کون سا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اخلاق۔

وہ بار بار پوچھتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کہ کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہترین ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے تمھارے لیے اسلام کو بطور دین پسند فرمالیا ہے اب تمھیں چاہیے کہ حسن اخلاق اور سخاوت کے ذریعے سے اسکا اکرام کرو اس لئے کہ بندے کا ایمان اسی کے ذریعے سے کامل ہوتا ہے۔

جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی جب یہ آیت لے کر نازل ہوئے: خُذِ الْعَفْوَ

اے حبیب! معاف کرنا اختیار کرو۔

اس کی تفسیر میں فرمایا: جو ظلم کرے اس کو معاف کردیں، جو قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کریں، اور جو محروم کرے اس کو عطا کریں۔

حدیث نمبر19

عَن أَبِي العبَّاسِ عبْدِ الله بنِ عَبّاسٍ رَضِی اللهُ عَنهُما قالَ كُنتُ خَلفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَومًا، فَقَالَ:

يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ.

رواه التِّرمذيُّ، وقالَ: حديثٌ حسَنٌ صحيحٌ.

ترجمہ:

عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا، آپ نے فرمایا: اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

Translation:

Sayyidina Ibn Abbas (رضی اللہ عنہ) narrated: One day I was seated behind the Prophet when he said, “O son I will teach you some things: if you remember Allah. He will remember you. If you remember Allah, you will find Him before you. O When you ask, ask from Allah (alone) and when you seek help, seek help from Allah (alone) . Know that if all people get together to benefit you to some extent, they will not be able to benefit you except to the extent Allah has decreed for you. And if they get together to hurt you to some extent, they will not be able to hurt you except to the extent Allah has decreed for you. The pens have been taken up and the scrolls have dried up”.

وفی روایةِ غیرِ التِّرمذیِّ.:

احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّفْ إِلَى اللهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا.

امام ترمذی کے علاوہ ایک اور روایت ہے جسکے الفاظ یہ ہیں

اللہ کی حفاظت کر تو اسکو اپنے سامنے پائے گا، تو خوشحالی میں اللہ کو یاد رکھ اللہ پاک شدت میں تجھ پر رحمت کی نظر فرمائے گا،، یہ بات جان لے کہ جس چیز سے تو محروم ہو گیا ہے وہ کبھی تجھے نہیں مل

سکتی تھی، اور جو چیز تجھے مل چکی ہے تو اس سے کبھی محروم نہیں رہ پاتا، اور جان لے مدد صبر کے ساتھ ہے اور جو کشادگی یہ وہ تکلیف کے ساتھ ہے اور ر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

شرح:

(احفظ الله يحفظك)

یعنی: اللہ کے احکامات کی حفاظت کر اس پر عمل کر اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے رک جا تو اللہ پاک دنیاو آخرت میں تیری حفاظت فرمائے گا۔

اللہ پاک نے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ (النحل97)

جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم ضرور انہیں ان کے بہترین کاموں کے بدلے میں ان کا اجر دیں گے۔

بندے کو جو مصیبت اور پریشانی پہنچتی ہے اس کا سبب اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی کرنا ہوتا ہے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ (الشوری30)

اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تو خوشحالی میں اللہ پاک کو یاد رکھ، اللہ شدت کے دنوں میں تجھ پر رحمت فرمائے گا۔

اللہ پاک نے اپنی کتاب میں واضح طور پر فرمادیا ہے کہ عمل صالح شدت میں بندے کو نفع پہنچاتا ہے اور نیک عمل کرنے والے کو نجات دلاتا ہے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَۙ(۱۴۳) لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَۚ(۱۴۴)

(الصافات 143-144)

تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا۔ تو ضرور اس دن تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتا جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔

اسی طرح اللہ پاک نے فرمایا:

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًاؕ-حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُۙ-قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ(۹۰)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا عبور کرادیا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے سرکشی اور ظلم سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ جب اسے غرق ہونے نے آلیا تو کہنے لگا: میں اِس بات پر ایمان لایا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمان ہوں۔

تو فرشتے نے کہا

آٰلْــٴٰـنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ(۹۱) (یونس 90-91)

(اُسے کہا گیا) کیا اب (ایمان لاتے ہو؟) حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

(اذا سالت فاسال اللہ)

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ کسی اور پر بھروسہ نہ کر بیٹھے بلکہ تمام معاملات میں اللہ پر توکل کرے۔

اگر وہ ایسی حاجت ہو جو بندوں کے پاس سے مل ہی نہیں سکتی جیسے ھدایت، علم، قران و حدیث کی سمجھ، مرض کی شفاء، دنیا و آخرت کی مصیبت سے عافیت، تو ان کا سوال رب ہی سے کرے گا۔

اور وہ ایسی حاجت ہے جس کا ذریعہ اللہ پاک نے لوگوں کو بنایا ہے جیسے بعض پیشے اور دیگر کام تو اللہ پاک سے سوال کرے کہ وہ لوگوں کے دل اس کے لئے نرم کردے۔

تو دعا کرے اے اللہ اپنے بندوں کے دل ہماری طرف مائل کردے۔

اللہ پاک سے یہ دعا نہ کرے کہ وہ اسے مخلوق سے بے پرواہ کردے اس لئے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی (اللهم اغننا عن خلقك)

یا اللہ مجھے اپنی مخلوق سے بے پرواہ کردے

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس طرح نہ کہو کیونکہ بعض کاموں میں بندے ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں، تم یہ کہو "اللهم اغننا عن شرار خلقك"

یا اللہ مجھے اپنی مخلوق کے شر سے محفوظ فرما۔

مخلوق سے سوال کر کے اعتماد کرلینا مذموم ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا: پریشانیوں میں دوسروں کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے حالانکہ میری رحمت کا دروازہ کھلا ہے؟ آزمائشوں میں میرے علاوہ دوسروں کی طرف رخ کرتا ہے حالانکہ میں بادشاہ ہوں قادر ہوں؟ جو فقط میرے غیر پر امید لگالے قیامت کے دن لوگوں کے درمیان اسے ذلت کا لباس پہناؤں گا۔

(واعلم ان الامة)

جب بندہ کسی نیکی کے اندر رغبت رکھتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے اور کبھی کسی گناہ سے خوف زدہ رہتا ہے جس سے وہ بچتا ہے اللہ پاک لوگوں کی جانب سے نفع کی امید کو ختم کردیتا ہے۔

(واعلم ان النصر مع الصبر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنے دشمن سے ملاقات کی تمنانہ کرواور اللہ سے عافیت کا سوال کروجب تم دشمن سے ملوتو صبر کرو اور بھاگو نہیں بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(وان الفرج مع الکرب)

تکلیف انتہا کو پہنچ جائے تو کرب کہتے ہیں اس کے بعد اللہ پاک اسے کشادگی عطا فرماتا ہے۔

(ان مع العسر یسرا)

تکلیف دو آسانی پر غالب نہیں ہو سکتی۔

حدیث نمبر 20

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقبةَ بنِ عَمْرِو الأنصاريِّ البَدْريِّ رَضِي اللهُ عَنْهُ قالَ قالَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلاَمِ النُّبُوَّةِ الأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

رواه البخاريُّ.

ترجمہ: ابو مسعود عقبہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لوگوں نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے کلام جو پائے ان میں یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیاء نہ ہو تو پھر جو جی چاہے کر۔

Translation:

Narrated Abu Masud Uqba :(رضی اللہ عنہ)

The Prophet ﷺ said, "One of the sayings of the prophets which the people have got, is. If you do not feel ashamed, then do whatever you like ".

شرح

(اذالم تستح فاصنع ما شئت)

اس کا معنی یہ ہے کی جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرو اور وہ ان میں سے ہو جس کو کرتے ہوئے اللہ سے حیاء نہیں آتی اور نہ لوگوں سے حیاء آتی ہے تو وہ تم کر لو اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ کام نہ کرو۔

اس حدیث پر پورے دین کا دارومدار ہے۔

یہاں جو کام کرنے کا کہا جارہا ہے تو یہ اجازت نہیں بلکہ ڈانٹ کے طور پر ہے۔

جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا: اعملوا ما شئتم تم جو چاہے کرو۔ (فصلت 40)

حدیث نمبر21

عَن أَبِي عمرٍو وَقِيلَ: أَبِي عَمْرَةَ سُفيانَ بنِ عَبدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ قُلْتُ:

يَا رَسُولَ اللهِ، قُلْ لِي فِي الإسلامِ قَوْلاً لا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ. قالَ:

قُلْ: آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اس کے بارے میں آپ ﷺ کے علاوہ کسی سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کہہ میں ایمان لایا اللہ پر پھر اس پر قائم رہ۔

Translation:

It is narrated on the authority of Sufyan bin Abdulla al-Thaqafi رضی اللہ عنہ that he said: I asked the Messenger of Allah (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) to tell me about Islam a thing which might dispense with the necessity of my asking anybody other than you. He) the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم remarked: Say I affirm my faith in Allah and then remain steadfast to it.

شرح:

(قل آمنت باللہ ثم استقم)

جیسے تمھیں کسی کام کا حکم دیا گیا ہے اس پر اسی طرح عمل کرو، اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے ان سے رک جاؤ۔ استقامت سے مراد واجبات پر مستقل عمل اور ممنوعات سے ہمیشہ بچنا۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ (هود112)

توتم ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیاہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع کرنے والا ہے۔

فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

بیشک جنہوں نے کہا: ہمارارب اللہ ہے پھر (اس پر) ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں یعنی موت کے وقت نازل ہوں گے اور لوگوں کو خوشخبری سنائیں گے کہ

اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

(فصلت30)

(اور کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرواور نہ غم کرو اور اس جنت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

تفسیر میں یہ بھی فرمایا جب انھیں جنت کی خوشخبری سنائی جائے گی تو وہ کہیں گے ہماری اولاد کا کیا ہو گا ہمارے بعد وہ کس حال میں ہونگے؟

تو فرمایا جائے گا:

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

(فصلت31)

ہم دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔

یعنی ہم انکے ولی ہیں تو انکی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں گی۔

حدیث نمبر22

عن أبي عبدِ اللهِ جابرِبنِ عبدِ اللهِ الأنصاريّ رَضِي اللهُ عَنهُما، أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:

أَرَأَيتَ إذا صَلَّيتُ الْمَكْتُوباتِ، وَصُمتُ رَمَضَانَ، وَأَحْلَلْتُ الْحَلالَ، وَحَرَّمتُ الْحَرامَ، وَلَمْ أَزِدْعَلَى ذلِكَ شَيْئًا، أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ قالَ: {نَعَمْ}.　　　(رواه مسلِمٌ)

ترجمہ: حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نعمان بن قوقل نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر میں فرض نماز پڑھتا رہوں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حرام کو حرام سمجھتے ہوئے اس سے بچتا رہوں اور حلال کو حلال سمجھوں تو کیا آپ ﷺ کی رائے میں میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایاہاں۔

Translation:

It is narrated on the authority of Jabir that Numan bin Qaufal came to the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) and said: Would I enter Paradise if I say the obligatory prayers and fast in ramadan and deny myself that which is forbidden and treat that as lawful what has been made permissible (by the Shariah)? The Holy Prophet (□) replied in the affirmative.

شرح:

حرمت الحرام سے مراد میں حرام سے بچتا رہوں۔

اور احللت الحلال سے مراد حلال ہونے کا اعتقاد رکھوں، ارأیت کا معنی اخبرنی یعنی خبر دیجیے۔

حدیث نمبر 23

عن أبي مالكٍ الحارثِ بنِ عاصمٍ الأشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قالَ قالَ رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ:

الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ للهِ تَمْلأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ للهِ تَمْلأُ مَا بَيْنَ السَّمَواتِ وَالأَرْضِ، وَالصَّلاَةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو؛ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابومالک اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طہارت نصف ایمان کے برابر ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میزان (عدل) کو بھر دے گا اور سُبْحَانَ اللہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ سے زمین و آسمان کی درمیانی فضا بھر جائے گی اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لئے حجت ہو گا یا تیرے خلاف ہو گا ہر شخص صبح کو اٹھتا ہے اپنے نفس کو فروخت کرنے والا ہے یا اس کو آزاد کرنے والا ہے۔

Translation:

Abu Malik al-Ashari reported: The Messenger of Allah (ﷺ)said: Cleanliness is half of faith and الحمد لله (Praise be to Allah) fills the scale, and سبحان الله (Glory be to Allah) and الحمد لله (Praise be to Allah) fill up what is between the heavens and the earth, and prayer is a light, and charity is proof (of ones faith) and endurance is a brightness and the Holy Quran is a proof on your behalf or against you. All men go out early in the morning and sell themselves, thereby setting themselves free or destroying themselves.

شرح:

(الطھور شطر الایمان) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر دل کی صفائی سے کی ہے، جیسے حسد سے، بغض سے اور دل کے تمام امراض سے۔ ایمان دل کی پاکیزگی سے ہی کامل ہو گا۔ جب کوئی شہادتین کا اقرار کرتا ہے تو اسے ایک حصہ حاصل ہو جاتا ہے اور جب دل کے امراض سے پاکی حاصل کر لے تو اسکا ایمان کامل ہو جاتا ہے، جب امراض سے دل کو پاک نہیں کرتا تو ایمان ناقص ہو جاتا ہے۔

بعض نے اسکی تفسیر یوں بیان کی کہ جو شخص اپنے دل کو پاک کرتا ہے اور وضو و غسل کر کے نماز پڑھتا ہے تو نماز میں ہر طرح کی طہارت کے ساتھ داخل ہو جاتا ہے اور جو شخص نماز میں صرف اعضاء وضو کو دھو کر داخل ہوا مگر دل کو پاک نہ کیا تو وہ ایک طہارت کے ساتھ داخل ہوا اور اللہ پاک دل کی طہارت ہی کی طرف نظر فرماتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

(ان اللہ لا ینظر الی صورکم و ابشارکم ولکن ینظر الی قلوبکم)

اللہ پاک تمھاری صورتوں اور جسموں پر نظر نہیں فرماتا بلکہ تمھارے دلوں کی کیفیت کو دیکھتا ہے

(الصلاۃ نور)

اس سے مراد نماز کا ثواب نور ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

[بشر الماشین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ]

جو اندھیروں میں مساجد کی طرف جاتے ہیں انھیں قیامت کے دن مکمل نور کی خوش خبری سنادو۔

(صدقة برھان)

یعنی یہ صدقہ کرنے والے کے ایمان پر دلیل ہے

صدقے کو صدقہ کہتے بھی اس لئے ہیں کہ یہ صدق سے نکلا ہے، جو ایمان پر سچے ہونے کی دلیل ہے۔ منافق کبھی نماز تو پڑھ لے گا، مگر صدقہ کرنا عموما اس پر آسان نہیں ہوتا۔

(والصبر ضیاء)

محبوب ترین صبر اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا ہے اور دنیا کی بلاؤں پر صبر کرنا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ صبر کرنے والا درستی پر رہتا ہے۔

(کل الناس یغدو فبائع نفسه)

اسکا معنی یہ ہے ہر انسان اپنے نفس کے لیے کوشش کرتا ہے تو ان میں سے وہ بھی ہے جو اطاعت کے ذریعے اپنے نفس کو بیچتا ہے تو عذاب سے خود کو آزاد کروالیتا ہے،

اور کچھ ان میں سے شیطان کے لیے خود کو بیچتے ہیں، تو اپنے آپکو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب بندہ صبح یا شام کے وقت یہ کہتا ہے:

اللَّهمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ وأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَ مَلاَئِكَتَكَ وَ جَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ وَحْدَكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ

اے اللہ! میں نے صبح اس حال میں کی کہ تجھے گواہ بناتا ہوں، اور حاملین عرش کو گواہ بناتا ہوں، تیرے فرشتوں اور نبیوں اور تیری تمام مخلوق کو گواہ بناتے ہوئے کہتا ہوں، تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ تیرے بندے اور

رسول ہیں، اللہ پاک آگ سے اسکا چوتھائی حصہ آزاد کر دیتا ہے، اگر وہ دو بار یہی کلمات کہے تو اسکا آدھا حصہ آگ سے آزاد کر دیتا ہے، اگر تین مرتبہ ان کلمات کو کہے تو تین ربع آگ سے آزاد کر دیتا ہے اگر بندہ چار بار یہ کلمات کہتا ہے تو پورا بدن جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔

قران پاک میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ-يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ-وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ-وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ-وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴿۱۱۱﴾

(التوبہ 111)

بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بدلے میں خرید لئے کہ ان کے لیے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں تو قتل کرتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں۔ یہ اس کے ذمۂ کرم پر سچا وعدہ ہے، توریت اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا کون ہے؟ تو اپنے اس سودے پر خوشیاں مناؤ جو سودا تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ دنیا کی بہترین خرید و فروخت ہے، اس لئے کہ خریدنے والا اللہ ہے اور بیچنے والے مومنین ہیں اور مبیع انکی جانیں اور اموال ہیں اور ثمن جنت ہے۔

حدیث نمبر 24

عن أبي ذرٍّ الغِفَاريّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عن النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيما يرويه عن ربِّه عزَّ وجلّ أنَّه قال:

يَا عِبَادِي! إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلاَ تَظَالَمُوا. يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلاَّ مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ. يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلاَّ مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ. يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ عَارٍ إِلاَّ مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ. يَا عِبَادِي، إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ. يَا عِبَادِي، إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي، وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي. يَا عِبَادِي، لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا. يَا عِبَادِي، لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا. يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلاَّ كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ. يَا عِبَادِي، إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلاَ يَلُومَنَّ إِلاَّ نَفْسَهُ.

(مسلم)

ترجمہ:

حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے روایت ہے اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم

کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا اے میرے بندو تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا اے میرے بندو تم مجھے ہر گز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہر گز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو اے میرے بندو اگر تم سب اولین و آخرین اور جن و انس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقوی والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے اور اگر سب اولین اور آخرین اور جن و انس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے اے میرے بندو اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہو گی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے۔ اے میرے بندو یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔

Translation:

Abu Dharr (رضی اللہ عنہ) reported Allahs Messenger (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)as saying that Allah, the Exalted and Glorious, said: My servants, I have made

oppression unlawful for Me and unlawful for you, so do not commit oppression against one another. My servants, all of you are liable to err except one whom I guide on the right path, so seek right guidance from Me so that I should direct you to the right path. O My servants, all of you are hungry (needy) except one whom I feed, so beg food from Me, so that I may give that to you. O My servants, all of you are naked (need clothes) except one whom I provide garments, so beg clothes from Me, so that I should clothe you. O My servants, you commit error night and day and I am there to pardon your sins, so beg pardon from Me so that I should grant you pardon. O My servants, you can neither do Me any harm nor can you do Me any good. O My servants, even if the first amongst you and the last amongst you and even the whole of human race of yours, and that of jinns even, become (equal in) God-conscious like the heart of a single person amongst you, nothing would add to My Power. O My servants, even if the first amongst you and the last amongst you and the whole human race of yours and that of the Jinns too in unison become the most wicked (all beating) like the heart of a single person, it would cause no loss to My Power. O My servants, even if the first amongst you and the last amongst you and the whole human race of yours and that of jinns

also all stand in one plain ground and you ask Me and I confer upon every person what he asks for, it would not. in any way, cause any loss to Me (even less) than that which is caused to the ocean by dipping the needle in it. My servants, these for you I shall reward you for thern, so he who deeds of yours which I am recording finds good should praise Allah and he who does not find that should not blame anyone but his ownself.

شرح:

(انی حرمت الظلم علی نفسی)

اللہ کی ذات ظلم سے پاک ہے، ظلم اللہ کے لیے محال ہے۔ ظلم حد سے بڑھنے اور غیر کی ملک میں تصرف کو کہتے ہیں، تو یہ دونوں اللہ کے حق میں محال ہے۔

(لو ان اولکم و آخرکم وانسکم وجنکم۔۔۔۔الخ)

قرآن وحدیث اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ اپنی ذات میں ہر چیز سے بے نیاز ہے اور مخلوق کی کثرت سے اللہ پاک کی شان میں اضافہ نہیں ہو گا کیونکہ اس کی ذات ہمیشہ سے بزرگ اور اعلی ہے۔

اللہ پاک نے بیان فرمایا: زمین و آسمان اور جو ان کے درمیان ہے سب کی بادشاہت اللہ کے لیے ہے پھر فرمایا کہ وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

(اللہ یخلق ما یشاء)

اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے

اسکی تفسیر میں فرمایا کہ وہ قادر ہے اس بات پر کہ جو چیزیں موجود ہیں اسکو فنا کردے اور اس کے علاوہ چیزوں کو پیدا فرمادے، جو ذات اس بات پر قادر ہے کہ ہر چیز کو وہ پیدا فرما سکتی ہے اور جو چیز موجود ہو اسکو فنا کر سکتی ہے۔ تو وہ ہر موجود چیز سے بے نیاز ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ پاک شریک سے بھی بے نیاز ہے۔

(ولم یکن لہ شریك فی الملك)

بادشاہت میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے

پھر اس بات کو بھی بیان فرمایا کہ مددگار سے بھی بے نیاز ہے۔

(ولم یکن لہ ولی من الذل)

اللہ کمزوری کی وجہ سے کسی مددگار سے بھی پاک ہے۔

یعنی اللہ عزت و عظمت والا ہے، کمزوری کا وصف اللہ کے حق میں محال ہے۔ اسی طرح اللہ اطاعت کرنے والے کی اطاعت سے بھی بے پرواہ ہے۔ بندوں کی اطاعت اللہ کی توفیق سے ہی ہے۔ اطاعت کرنا ان پر اللہ کی نعمت ہے۔ اگر سب نافرمانی کرنے لگ جائیں، ابلیس کی پیروی کرنے لگ جائیں اور اللہ کے احکامات کی نافرمانی کرنے لگ جائیں تو بھی یہ چیزیں اللہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ نہ اسکی بادشاہت میں کوئی کمی کر سکتی ہیں۔

حدیث نمبر25

عن أبي ذَرٍّ رَضِي اللهُ عَنهُ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصحابِ رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا رَسُولَ اللهِ، ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالأُجُورِ؛ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، ويَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، ويَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَموالِهِم. قالَ: أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ، إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ.

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ أَجْرٌ؟ قالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلاَلِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ۔ (مسلم)

ترجمہ:

حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مالدار ثواب آگے بڑھ گئے وہ نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں وہ ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں اور وہ اپنے زائد اموال سے صدقہ کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کیا اللہ نے تمہارے لئے وہ چیز نہیں بنائی جس سے تم کو بھی صدقہ کا ثواب ہو سبحان اللہ کہنا اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا صدقہ ہے اور نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے تمہارے ہر ایک کی شرمگاہ میں صدقہ ہے، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا اللہ کے رسول کیا ہم میں کوئی اپنی شہوت

پوری کرے تو اس میں بھی اس کے لئے ثواب ہے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں اگر وہ اسے حرام جگہ استعمال کرتا تو وہ اس کے لئے گناہ کا باعث ہوتا اسی طرح اگر وہ اسے حلال جگہ صرف کرے گا تو اس پر اس کو ثواب حاصل ہو گا۔

Translation:

Abu Dharr (رضی اللہ عنہ) reported: some of the people from among the Companions of the Apostle of Allah (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)said to him: Messenger of Allah, the rich have taken away (all the) reward. They observe prayer as we do; they keep the fasts as we keep, and they give Sadaqa out of their surplus riches. Upon this he (the Holy Prophet) said: Has Allah not prescribed for you (a course) by following which you can (also) do sadaqa? In every declaration of the glorification of Allah) i. e. saying (سبحان اللہ there is a Sadaqa, and every Takbir) i. e. saying (اللہ اکبر is a sadaqa, and every praise of His) saying (الحمد للہ is a Sadaqa and every declaration that He is One لا الہ الا) (اللہis a sadaqa, and enjoining of good is a sadaqa, and forbidding of that which is evil is a Sadaqa, and in mans intercourse (with his wife,) there is a Sadaqa. They (the Companions) said: Messenger of Allah, is there reward for him who satisfies his sexual passion among us? He said: Tell me, if he were to devote it to something forbidden, would it not be a sin on his

part? Similarly, if he were to devote it to something lawful, he should have a reward.

شرح:

یہ بات جان لو کہ صحبت کی خواہش صالحین کے اندر بھی رکھی گئی ہے۔

علماء نے فرمایا کہ وجہ یہ ہے اسکے اندر دنیاوی فائدے بھی ہیں اور دینی فائدے بھی ہیں۔

دینی فائدہ یہ ہے کہ جب وہ حلال طریقے سے شہوت پوری کرے گا تو اسکی نظریں جھکیں گی اور وہ زنا کی طرف نہیں جائے گا۔

نسل کا حصول اسی کے سبب ہوتا ہے دنیا کی عمارت اسی کے سبب بنتی ہے، قیامت کے دن امت اسی کے ذریعے کثیر ہو گی۔

جتنی بھی خواہشات ہیں جب بندہ اسکو پورا کرتا ہے تو دل کے اندر سختی پیدا ہوتی ہے،، لیکن یہ صحبت کی خواہش پوری کرتا ہے، تو دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔

حدیث نمبر26

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ؛ تَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ الْبَقَرَةِ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ۔

(رواہ البخاری ومسلم).

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ہر آدمی کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے فرمایا دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے آدمی کو اس کی سواری پر سوار کرنا یا اس کا سامان اٹھانا یا اس کے سامان کو سواری سے اتارنا صدقہ ہے اور پاکیزہ بات کرنا صدقہ ہے اور نماز کی طرف چل کر جانے میں ہر قدم صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

Translation:

Abu Hurairah (رضی اللہ عنہ) narrated to us from the Messenger of Allah . (□) And he while making a mention of ahadith reported from Allahs Messenger (□)said this: Sadaqa is due on every joint of a person, every day the sun rises. Administering of justice between two men is also a Sadaqa. And assisting a man to ride upon his beast, or helping him load his luggage upon it, is a Sadaqa; and a good word is a Sadaqa; and every step that you take towards prayer is a Sadaqa, and removing of harmful things from the pathway is a Sadaqa.

شرح:

سلامی سے مراد انسان کے اعضاء ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ انسان کے اندر 360 جوڑ ہیں ان سب کے اندر روزانہ صدقہ ہے، ہر نیک عمل جیسے سبحان اللہ کہنا، لا الہ الا اللہ کہنا اللہ اکبر کہنا یا نماز کی طرف قدم بڑھانا تو جو دن کے اول حصے میں یہ کرے گا، گویا اس نے اپنے بدن کی زکوٰۃ ادا کر دی اور باقی دن اسکا محفوظ گزرے گا۔

جیسے حدیث پاک میں ہے:

چاشت کے وقت دو نفل پڑھنا ان تمام چیزوں کے قائم مقام ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے، اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

اے ابن آدم! تم میرے لیے چار رکعات دن کے شروع میں ادا کرلو، تو میں دن کے شروع میں بھی تمھاری حفاظت کروں گا اور دن کے آخر میں بھی تمہاری حفاظت کروں گا۔

حدیث نمبر 27

عن النَّوَّاسِ بنِ سِمْعانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قالَ:

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ الْبَقَرَۃِ وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِی نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عليہِ النَّاسُ.

ترجمہ:

حضرت نواس بن سمعان انصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اس پر لوگوں کو مطلع ہونے کو ناپسند کرے۔ (مسلم)

وعن وابصة بن معبد رضی اللہ عنہ قال:

أتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال

جئت تسأل عن البر والاثم (بحوالہ)

قلت: نعم

قال: استفت قلبك؛ البر ما اطمأنت الیہ النفس واطمان الیہ القلب، والاثم ما حاك فی النفس وتردد فی الصدر، وان افتاك الناس وافتوك

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں:

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

تم اس لئے آئے ہو کہ نیکی کے بارے میں سوال کرو۔

میں نے کہا جی ہاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشاد فرمایا: اپنے دل سے فتوی لو، نیکی وہ ہے جس سے تمہارے نفس کو اور دل کو اطمینان حاصل ہو، اور گناہ وہ ہے کہ جو نفس میں کھٹکے اور سینے میں تردد پیدا ہو، اگرچہ لوگ اسکو جائز ہونے کا فتویٰ دے دیں۔

Translation:
Nawwas bin Siman al-Ansiri رضی اللہ عنہ reported: Prophet صلی اللہ علیہ وسلم said: Virtue is a kind disposition and vice is what rankles in your heart and that you disapprove that people should come to know of it.

شرح:

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(البر أمر هين، وجه طلق ولسان لين)

نیکی وہ ہے جس میں معاملہ آسان ہو، چہرہ کھلا ہوا ہو، اور زبان نرم ہو۔

اللہ پاک نے نیکی کی تمام اقسام کو اس آیت میں ذکر فرمایا ہے:

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اصلی نیک وہ ہے جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے۔

(البقرہ177)

(و الاثم ماحاك فى النفس)

یعنی تمھارے میں خلش رہے اور اس کو کرنے سے دل مطمئن نہ ہو، حدیث پاک میں اس بات پر دلیل ہے کہ جب بندہ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے قلب سے رجوع کرے، اگر اسکا نفس اسکو کرنے سے مطمئن رہے تو کر لے ہے اگر نفس مطمئن نہ ہو تو وہ اس کام کو چھوڑ دے۔

آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو جو وصیت کی تھی اس میں سے یہ بھی ہے:

میرے بیٹوں جب تم کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرو تو اگر تمھارا دل بے چین تو وہ کام نہ کرو اس لئے کہ جب میں شجرہ ممنوعہ کے قریب گیا تو کھاتے وقت دل مطمئن نہ تھا۔

ایک وصیت یہ بھی تھی آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بچوں! جب کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے انجام کو دیکھ لو اس لئے کہ جب میں نے شجر ممنوعہ سے کھایا تو انجام پر نظر نہ کی، اگر میں کھانے کے انجام پر نظر کرتا تو کبھی نہ کھاتا۔

ایک وصیت یہ بھی تھی کہ جب تم کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرو تو نیک لوگوں سے مشورہ لے لیا کرو، اس لئے کہ میں اگر فرشتوں سے اس شجر ممنوعہ کے بارے میں مشورہ لے لیتا تو ضرور وہ مجھے نہ کھانے کا مشورہ دیتے۔

(و کرھت ان یطلع علیہ الناس)

اس لئے کہ لوگ ملامت کریں گے شبہ والی چیز کے کھانے پر یا اس کو حاصل کرنے پر یا کسی عورت سے نکاح کرنے پر کہ کبھی کہا جاتا ہے کہ اس عورت نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے۔

اسی طرح حرام کہ جب بندہ حرام میں پڑتا ہے تو لوگوں کا مطلع ہونا ناپسند کرتا ہے۔

اسکی مثال یہ ہے غیر کے مال میں سے کھانا بغیر اسکی اجازت کے اگر وہ اجازت دے تو جائز ہے اگر اسکی رضا کے بارے میں شک ہے تو اسکو کھانا حرام ہے۔

اسی طرح کسی نے امانت رکھوائی تو بغیر اسکی اجازت کے تصرف کرنا حرام ہے کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں گے تو اس پر لعن طعن کریں گے اور یہ اسکو پسند نہیں کرے گا۔

حدیث نمبر 28

عَنْ أَبِي نَجِيحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ الله صلى الله عليه و سلم مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ الله ! كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا،

قَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى الله، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ؛ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

رواه أبو داود، والترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ:

عرباض بن ساریہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک موثر نصیحت فرمائی جس سے لوگوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں اور دل لرز گئے، ایک شخص نے کہا: یہ نصیحت ایسی ہے جیسی نصیحت دنیا سے (آخری بار) رخصت ہو کر جانے والے کیا کرتے ہیں، تو اللہ کے رسول! آپ ہمیں کس بات کی وصیت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ جو میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا عنقریب وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نکالی گئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

Translation:

On the authority of Abu Najeeh al-’Irbaad ibn Saariyah (رضی الله عنہ) who said: The Messenger of Allah (صلی الله علیہ وسلم) gave us a sermon by which our hearts were filled with fear and tears came to our eyes. So we said, “O Messenger of Allah! It is as though this is a farewell sermon, so counsel us.” He (صلی الله علیہ وسلم)said, “I counsel you to have taqwa (fear) of Allah, and to listen and obey [your leader], even if a slave were to become your ameer. Verily he among you who lives long will see great controversy, so you must keep to my Sunnah and to the Sunnah of the Khulafa ar-Rashideen (the rightly guided caliphs), those who guide to the right way. Cling to it stubbornly [literally: with your molar teeth]. Beware of newly invented matters [in the religion], for verily every bidah (innovation) is misguidance”.

شرح:

(وعظنا) سے مراد خوف دلانا ہے۔

(وذرفت منها العیون) یعنی روئے اور آنسو جاری ہو گئے۔

(علیکم بسنتی)

جب معاملات میں اختلاف ہو جائے تو میری سنتوں کو لازم کرلو، جس طرح داڑھ کے نیچے کوئی چیز دبائی جاتی ہے ایسے مضبوطی سے سنتوں کو تھام لو۔

نواجذ ایک قول کے مطابق آخر کے دانتوں کو کہا جاتا ہے۔

ایک قول کے مطابق کیلوں والے دانتوں کو۔

یہ مبالغے کے طور پر فرمایا کہ اس طرح سنتوں پر عمل کرنے والے بن جاؤ اور بدعتوں سے خود کو بچاؤ۔

(وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین)

اس سے مراد صحابہ اور خصوصاً خلفائے راشدین ہیں۔

حدیث نمبر 29

عن معاذِ بنِ جبَلٍ رَضِی اللهُ عنْهُ، قال: قُلْتُ:

يا رَسُولَ اللهِ، أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الجَنَّةَ ويُباعِدُنِي عَنِ النَّارِ. قال: {لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ؛ تَعْبُدُ اللهَ لاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلاَةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ} ثمَّ قالَ: {أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلاَةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ} ثُمَّ تَلاَ: (تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ) حتى بَلَغَ: (يَعْمَلُونَ) ثُمَّ قالَ: {أَلاَ أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الأَمْرِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ}

قُلْتُ: بَلى يَا رسولَ اللهِ.

قالَ: {رَأْسُ الأَمْرِ الإِسْلاَمُ، وَعَمُودُهُ الصَّلاَةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ} ثمَّ قالَ: {أَلاَ أُخْبِرُكَ بِمِلاَكِ ذَلِكَ كُلِّهِ}

قلتُ: بلى يا رسولَ اللهِ. فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ وقالَ: {كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا} .

قُلْتُ: يا نَبِيَّ اللهِ، وإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ به

فقالَ: {ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أو قالَ: عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلاَّ حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ} .

ترجمہ:

حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ ! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے، اور جہنم سے دور رکھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے۔ اور بیشک یہ عمل اس شخص کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ آسان کر دے۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو ایسے بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے، اور آدھی رات کے وقت آدمی کا نماز (تہجد) پڑھنا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت «تتجافى جنوبهم عن المضاجع» کی تلاوت «يعملون» تک فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: کیا میں تمہیں دین کی اصل، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتادوں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ اللہ کے رسول (ضرور بتائیے) آپ نے فرمایا: دین کی اصل اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان تمام باتوں کا جس چیز پر دارومدار ہے وہ نہ بتادوں؟ میں نے کہا: جی ہاں، یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی، اور فرمایا: اسے اپنے قابو میں رکھو، میں نے کہا: یا نبی اللہ! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں تم پر روئے، معاذ! لوگ اپنی زبانوں ہی کی وجہ سے تو اوندھے منہ یا نتھنوں کے بل جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ (ترمذی)

Translation:

Sayyidina Mu'adh ibn Jabal (رضی اللہ عنہ) narrated: I said, "O Messenger, tell me of a deed which will enable me to enter Paradise and get me away from Hell.'" You have asked me about a great thing, but it is easy for those for whom Allah makes it easy. Worship Allah and do not associate anything with Him

and observe Salah and pay Zakah and fast in Ramadan and make the pilgrimage to the House.” Then he said, “Shall I not guide you to the gates of good: fasting is as shield and charity obliterates sin as water extinguishes fire and a man’s Salah at midnight.” Then he recited: "Their sides forsake their beds as they call on their Lord in fear and in hope, and they expend out of what We have provided them. No soul knows what delight of the eyes is kept hidden for them, as a recompense for what they used to do.” (Al-Quran 32:16-17) Then, he said, “Shall I not inform you of the head and pillar of the issue and the apex of its hump?” I said, ‘Certainly, O Messenger of Allah ”. □ He said, “Its head is Islam, its pillar is Salah and the apex of its hump is jihad.” Then he said, “Shall I not tell you about the root of that”? I said, “Certainly, O Messenger of Allah ”! □ He held his tongue and said, “Keep it in check.” I asked, “Shall we be taken to task for what we speak with it”? He said, “May your mother weep at you, O Mu’adh! Will people be cast in hell on their faces or on their nostrils except as the consequence of their tongues ”?

شرح:

(وذروة سنامه)اس سے مراد اسکا بلند ترین حصہ ہے۔

(بملاك ذلك كله)اس سے مراد مقصود ہے۔

(ثكلتك امك)یہ معاذ اللہ بد دعانہ تھی بلکہ عرب میں عادتاً ایسا کہتے ہیں۔

(وحصائد السنتهم)زبان ہی بندوں کو جہنم میں گرانے والی ہے کبھی کسی کی عزت خراب کرتا ہے، کسی کی چغلی، غیبت، بہتان، کفر بکنا، مذاق اڑانا، وعدہ خلافی کرنا یہ زبان کی ایسی کھیتی ہے جو اسکو جہنم میں لے جانے والی ہے۔

حدیث نمبر30

عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُومِ بن نَاشِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ و سلم قَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا، وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا.

حَدِيثٌ حَسَنٌ، رواہ الدارقُطْنِيّ فی سننہ وغیرہ.

ترجمہ:

حضرت ثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ پاک نے کچھ فرائض لازم کیے ہیں تو انہیں ضائع نہ کرو، اور کچھ حدود مقرر کی ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزیں حرام کی ہیں تو ان کی طرف نہ جاؤ اور بعض باتوں سے بغیر بھولے سکوت فرمایا ہے تم پر رحمت کرتے ہوئے تو اس کے بارے میں بحث نہ کرو۔

Translation:

On the authority of Abu Tha’labah al-Kushanee — Jurthoom bin Nashir — (رضی الله عنہ) that the Messenger of Allah (صلی الله علیہ وسلم) said: Verily Allah has laid down religious obligations (fara’id), so do not neglect them; and He has set limits, so do not overstep them; and He has forbidden some things, so do not violate them; and He has remained silent about some things, out of compassion for you, not forgetfulness — so do not seek after them.

شرح:

(حرم اشیاء فلا تنتهوھا) سے مرد حرام چیزوں میں نہ پڑو۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے آخری حصے کے تحت فرماتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ چیزیں تین قسم کی ہیں: وہ جن کا حلال ہونا قرآن یا حدیث میں صراحۃً مذکور ہے، وہ جن کا حرام ہونا قرآن یا حدیث میں صراحۃً مذکور ہے، وہ جن کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، پہلی قسم حلال قطعی ہے، دوسری قسم حرام قطعی، تیسری قسم معاف یعنی وہ بھی حلال ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام چیزوں میں اصل اباحت ہے کہ جن سے سکوت یعنی خاموشی ہے وہ مباح ہے، یہ اسلام کا کلیہ قانون ہے جس سے لاکھوں چیزوں کے حال معلوم ہو سکتے ہیں۔ آم مالٹا وغیرہ کیوں حلال ہیں اس لیے کہ شریعت میں ان کی ممانعت نہیں آئی۔ خیال رہے کہ انسانی نباتات بھی کھاتا ہے جیسے سبزیاں، دانے، کبھی جمادات بھی جیسے موتی عنبر، مشک وغیرہ حیوانات بھی۔ نباتات و حیوانات کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ جو سبزیاں یا دانہ صحت کو مضر ہو وہ حرام، جو مضر نہ ہو وہ حلال حتی کہ سنکھیا بھی مار کر کھایا جائے تو حلال۔ حیوانات بعض حرام ہیں، بعض حلال، قرآن کریم نے حرام بعینہ صرف ایک جانور کا ذکر کیا یعنی سؤر کا وہ بھی اس کے گوشت کا ذکر فرمایا، باقی حرام لغیرہ میں آٹھ جانوروں کا ذکر فرمایا میتۃ منخنقۃ وغیرہ، باقی تمام حرام جانوروں کو حدیث پاک نے بیان فرمایا، کتا، بلی، ریچھ، ہاتھی، گدھا وغیرہ حضور انور نے ہی حرام کیے، سؤر کا صرف گوشت قرآن پاک نے حرام کیا، باقی اس کے کلیجی گردے، چربی حدیث نے حرام کی، پھر ان حرام جانوروں کی حرمت بعد ہجرت قرآن پاک میں آئی۔ مدنی سورتوں میں ہی حرام عورتوں، حرام غذاؤں کا ذکر ہے مگر حضور انور نے قبل ہجرت ہی ان سب سے مسلمانوں کو منع فرما دیا تھا، مسلمانوں کو کبھی ماں بہن سے نکاح اور سؤر کتا بلی کھانے کی اجازت نہ دی۔ معلوم ہوا کہ حرام و حلال فرمانے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم ہیں۔ اس کی بحث ہماری تفسیر نعیمی پارہ ہشتم میں ملاحظہ کرو۔

حدیث نمبر31

عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و سلم فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ؛ فَقَالَ: اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ۔

حدیث حسن، رواه ابن ماجه، وغيره بأسانيد حسنة.

حضرت سہل بن سعد ساعدی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جسے میں کروں تو اللہ پاک بھی مجھ سے محبت کرے، اور لوگ بھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا سے بے رغبتی رکھو، اللہ تم کو محبوب رکھے گا، اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ، تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔

On the authority of Abu al-’Abbas Sahl bin Sa’ad as-Sa’idee (رضی اللہ عنہ) who said: A man came to the Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) and said, “O Messenger of Allah, direct me to an act which, if I do it, [will cause] Allah to love me and the people to love me.” So he (صلی اللہ علیہ وسلم)said, “Renounce the world and Allah will love you, and renounce what the people possess and the people will love you"

شرح:

زھد سے مراد اس چیز کو ترک کرنا جس کی طرف دنیا میں محتاج نہیں ہے اگرچہ وہ چیز حلال ہو اور جتنا کافی ہے اس پر اکتفا کرنا زھد ہے۔

ورع کہتے ہیں شبہات کو ترک کرنا۔
علماء نے فرمایا لوگوں میں سمجھ دار وہ ہیں جو زھد اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ انھوں نے اس کو پسند کیا جس کو اللہ نے پسند کیا اور ناپسند کیا اسکو جس کو اللہ نے ناپسند فرمایا جیسے دنیا کو جمع کرنا۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا دنیا کی مذمت پر قول ملتا ہے: جو متقی افراد ہیں دنیا کا ارتکاب ان کے نفس پر حرام ہے، یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ دنیا کے معاملے سے خوشی حاصل کرنا یہ انکے نفس پر حرام ہوتا ہے۔
امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ پاک کے فرمان (وفرحوا بالحیوۃ الدنیا) کہ دنیا کی زندگی ہر خوش ہو گئے کے بارے میں فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ دنیا ہے جو مذموم ہے، ضرورت سے زائد طلب کرنا مذموم ہے،، جتنی ضرورت ہے اتنا مانگنا تو واجب ہے۔
بعض نے کہا زائد طلب کرنا دنیا ہے۔
اس پر دلیل یہ آیت ہے:
زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِؕ-ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَاۚ-وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ(۱۴) (آل عمران 14)
لوگوں کے لئے ان کی خواہشات کی محبت کو آراستہ کر دیا گیا یعنی عورتوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے ڈھیروں اور نشان لگائے گئے گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتیوں کو (ان کے لئے آراستہ کر دیا گیا۔) یہ سب دنیوی زندگی کا سازوسامان ہے اور صرف اللہ کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔
امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
حلال مال زائد طلب کرنا ہے آزمائش ہے اللہ پاک نیک لوگوں کو اس کے ذریعے آزماتا ہے۔

اگر ان نعمتوں کے ملنے پر بندہ تکبر کرتے ہوئے اترائے گا تو یہ مذموم ہے، اگر فضل سمجھتے ہوئے شکر ادا کرے اور اسی لئے خوش ہو تو یہ اچھی بات ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگتے تھے:

(اللھم انا لا نفرح الا بما رزقتنا)

اے اللہ! ہم صرف اسی پر خوش ہوتے ہیں جو تو نے ہمیں عطاء فرمایا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص استخارہ کرتا ہے وہ شرمندہ نہیں ہوتا جو لوگوں سے مشورہ کرتا ہے نادم نہیں ہوتا اور جو میانہ روی اختیار کرتا ہے فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں ہوتا۔

کیونکہ اللہ پاک نے میانہ روی کرنے والوں کی تعریف فرمائی۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾

(الفرقان 67)

اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔

حدیث نمبر 32

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ الْخُدْرِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی الله علیه و سلم قَالَ: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ.

ترجمہ:

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ نقصان کا انتقام لو۔

On the authority of Abu Sa'eed al-Khudree (رضی اللہ عنہ) that the Messenger of Allah (صلی اللہ علیہ وسلم) said: There should be neither harming nor reciprocating harm.

شرح:

(لاضرر) یعنی تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو بغیر حق کے اور بغیر کسی جرم کے نقصان نہ پہنچائے۔

(ولاضرار) جو تمھیں نقصان پہنچائے تم اس کو نقصان نہ پہنچاؤ، کوئی تمھیں گالی دے تو تم اسکو گالی نہ دو، اگر کوئی تمھیں مارے تو تم اسے نہ مارو، بلکہ اپنا حق حاکم سے طلب کرو بغیر اسے گالی دیے۔

اگر ہر کوئی گالی دینے لگ جائے تو انصاف حاصل نہ کر سکے گا اس لیے چاہیے کہ ہر کوئی اپنا حق حاکم سے طلب کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(جب دو گالی دینے والے گالی دیتے ہیں تو ان کے لیے وہی ہے جو وہ کہتے ہیں لیکن جو ابتدا کرنے والا ہے اس پر گناہ ہے جب تک مظلوم کسی اضافی سبب سے حد سے نہ بڑھ جائے)

حدیث نمبر 33

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه و سلم قَالَ: لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى رِجَالٌ أَمْوَالَ قَوْمٍ وَدِمَاءَهُمْ، لَكِنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِي، وَالْيَمِينَ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ.

ترجمہ:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو ان کے دعووں کے مطابق دے دیا جائے تو ضرور لوگ ایک دوسرے کے مالوں اور جانوں کا دعوی کرنے لگیں گے، لیکن (اصول یہ ہے کہ) گواہی پیش کرنا مدعی پر ہے اور قسم مدعی علیہ پر ہے۔ (بیہقی)

On the authority of Ibn Abbas ,(رضی اللہ عنہ) that the Messenger of Allah (صلی اللہ علیہ وسلم) said: Were people to be given everything that they claimed, men would [unjustly] claim the wealth and lives of [other] people. But, the onus of proof is upon the claimant, and the taking of an oath is upon him who denies.

شرح:

گواہی دعویٰ کرنے والے پر ہے کہ وہ خلاف ظاہر پر دعوی کرتا ہے اور اصل ذمہ سے بری ہونا ہے اور قَسم مدعیٰ علیہ پر ہے اس لئے کہ وہ اصل کے مطابق دعویٰ کر رہا ہے۔

اس سے کچھ مسائل مستثنیٰ ہیں کہ دعوی کرنے والی کی بات بغیر گواہی کے قبول کر لی جائے گی اور اسی کو اسکا علم ہو۔

جیسے خنثی دعوی کرے مرد ہونے کا یا عورت ہونے کا تو بات مانی جائے گی۔
نابالغ کا دعوی کے احتلام کے ذریعے بالغ ہو گیا ہے تو اسکی بات مانی جائے گی۔
اگر کوئی قریبی یہ دعویٰ کرے کہ مال نہیں ہے تا کہ نفقہ دلایا جائے۔
اگر مقروض یہ کہے میں تنگ دست ہوں ابھی میں دین نہیں دے سکتا تو اسکی بات مان لی جائے گی جیسے زوجہ کا مہر، ضمان اور کسی نقصان کی قیمت میں بات مانی جائے گی۔ عورت کی بات عدت کے ختم ہونے کے بارے میں یا وضع حمل کے بارے میں اسی طرح مطلقہ ہونے اور استبراء رحم کے بارے میں۔
کوئی بے نمازی کہے گھر میں نماز پڑھ لی تو اسکی بات مان لی جائے گی۔ اسی طرح کوئی زکوۃ نہیں دیتا مگر کہے میں نے دے دی تو اسکی بات مان لی جائے گی۔
(والیمین علی من انکر)
اس یمین کو یمین صبر اور یمین غموس کہتے ہیں، یمین صبر اس لئے کہتے ہیں کہ صاحب حق کا حق روک لیا جاتا ہے اور اسکو صبر کرنا پڑتا ہے۔
مقتول کو تدفین سے روک دیا جاتا ہے تو اسکو مصبر کہتے ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جو شخص یمین صبر پر حلف اٹھائے اور اس کی وجہ سے کسی کا مال منقطع ہو جائے اور قسم میں وہ شخص جھوٹا ہو تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ پاک اس پر غضب فرمائے گا یہ وہ قسم ہے جو ماضی پر ہوتی ہے۔
اور اسکا قرآن پاک میں کئی مقامات پر ذکر ہے:

(یحلفون باللہ ما قالوا)

اللہ پر حلف اٹھاتے ہیں جو وہ کہتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَ اَیۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنۡظُرُ اِلَیۡهِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیۡهِمۡ ۪ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۷۷﴾

(آل عمران 77)

بیشک وہ لوگ جو اللہ کے وعدے اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں، اِن لوگوں کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ قیامت کے دن نہ تو ان سے کلام فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حاکم کے لئے مستحب ہے کہ قسم کھانے والے کو یہ آیات پڑھائے تاکہ وہ جھوٹی قسم نہ کھائے اور وہ متنبہ ہو جائے۔

حدیث نمبر34

عَنْ أَبِي سعيدٍ الخُدرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعتُ رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقولُ: مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ.

(مسلم)

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص تم میں سے کوئی بات شریعت کے خلاف دیکھے تو وہ ہاتھ سے اس کو بدل دے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو زبان سے ایسا کرے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے ہی اس کو برا جانے مگر یہ ضعیف ترین ایمان کا درجہ ہے۔

Translation:

Abu Saeed Alkhudri رضی اللہ عنہ said I heard the Messenger of Allah (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) as saying: He who amongst you sees something abominable should modify it with the help of his hand; and if he has not strength enough to do it, then he should do it with his tongue, and if he has not strength enough to do it, (even) then he should (abhor it) from his heart, and that is the least of faith.

شرح:

اس سے مراد یہ نہیں کہ عاجز جب دل سے برا جانے تو اس کا ایمان دوسروں سے کمزور ہے بے شک مراد یہ ہے کہ یہ ایمان کا ادنی درجہ ہے۔ عمل ایمان کا پھل ہوتا ہے۔

ایمان کا قوی درجہ ہاتھ سے برائی روکنا ہے، اگر وہ اسکو روکتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو شہید ہو گا۔ اللہ پاک لقمان حکیم کی بات کو بیان فرمایا ہے:

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ۔

(لقمان 17)

اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور تجھے جو مصیبت آئے اس پر صبر کر،

زبان سے روکنے پر قادر ہے تو واجب ہے کہ روکے اگرچہ کوئی اسے نہ سنے۔ جیسے کسی کو معلوم ہے سلام کروں گا تو جواب نہیں دے گا پھر بھی سلام کرے۔

حدیث نمبر35

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ہی تناجش کرو (تناجش بیع کی ایک قسم ہے) اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے منہ پھیرو اور تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندوں بھائی بھائی ہو جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا تقوی یہاں ہے کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر پورا پورا حرام ہے اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو۔ (مسلم)

Translation:

Abu Hurairah (رضی اللہ عنہ) reported Allahs Messenger (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)as saying: Dont nurse grudge and dont bid him out for raising the price and dont nurse aversion or enmity and dont enter into a transaction when the others have entered into that transaction

and be as fellow-brothers and servants of Allah. A Muslim is the brother of a Muslim. He neither oppresses him nor humiliates him nor looks down upon him. The piety is here, (and while saying so) he pointed towards his chest thrice. It is a serious evil for a Muslim that he should look down upon his brother Muslim. All things of a Muslim are inviolable for his brother in faith: his blood, his wealth and his honour.

شرح:

(ولا تناجشوا) اصل معنی اسکا ہے بڑھانا کہ ایک شخص خرید و فروخت کر رہا ہے، دوسرا شخص بلاوجہ زیادہ ریٹ لگا رہا ہے جبکہ اسکو خریدنا نہیں ہے، یہ نجش ہے اور ناجائز ہے۔

(ولا تدابروا) اپنے بھائی سے ناراض نہ ہو اگرچہ وہ تم سے پیٹھ پھیر لے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زائد ناراضی رکھے، جب وہ ملیں تو ایک دوسرے سے منہ پھیریں اور بہتر ان میں سے وہ ہے جو سلام میں پہل کر دے۔

مسلمان کی بیع پر بیع نہ کی جائے:

ایک شخص اپنی چیز بیچتا ہے دوسرا خریدتا ہے تیسرا بندہ آکر کہے سودا کینسل کر دو میں اس سے اچھی چیز کم ریٹ میں دوں گا یہ حلال نہیں۔

والشراء علی الشراء حرام: اسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے چیز بیچی دوسرا بندہ آکر کہے اس سے واپس لے لو میں تم کو اس سے زیادہ ریٹ دوں گا یہ بھی حرام ہے۔

یہ ساری صورتیں حدیث میں داخل ہیں کہ اس سے بغض پیدا ہوتا ہے، اس لئے بندوں کو چاہیے ایسے نہ کریں، کافروں کے ساتھ بھی ایسا معاملہ نہ کریں۔

(التقوی ھھنا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔

(ولا یخذلہ) جب وہ اسکو نیکی کا حکم دے برائی سے منع کرے تو ذلیل نہیں کرتا۔

جب حق ادا کرنے کی بات آئے تو حق بھی ادا کرتا ہے بلکہ اپنے بھائی کی نصرت میں لگا رہتا ہے اور اسکی تکلیف کو دور کرتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کو حقیر نہیں جانتا، یعنی اپنے آپ کو برتر نہیں جانتا۔

جب بندہ اپنے سے کم عمر مسلمان کو دیکھے تو وہ یہ گمان کرے یہ مجھ سے بہتر ہے اس لئے کہ اسکے گناہ مجھ سے کم ہیں۔ اگر اپنے زائد عمر والے کو دیکھے تو یہ سوچے مجھ سے اچھا ہے کہ اسلام میں مجھ سے پرانا ہے۔

جب کسی کافر کو دیکھے تو اس کے لئے قطعی طور پر حکم نہ لگائے کہ وہ جہنمی ہے، ہو سکتا ہے وہ ایمان لے آئے اور مسلمان ہونے کی حالت میں اسکا انتقال ہو۔

حدیث نمبر 36

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے کسی مومن سے دنیا میں مصیبتوں کو دور کیا اللہ پاک اس سے قیامت کے دن کی مصیبتوں کو دور کرے گا اور جس نے تنگ دست پر آسانی کی اللہ اس پر دنیا میں اور آخرت میں آسانی کرے گا اور اللہ پاک اس بندے کی مدد فرماتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے اور جو ایسے راستے پر چلا جس میں علم کی تلاش کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ جنت کا راستہ اس کے لئے آسان فرمادیتا ہے اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اس کے سیکھنے سکھانے میں مصروف ہوتے ہیں ان پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں فرماتا ہے اور جس شخص کو اس کے اپنے اعمال نے پیچھے کر دیا تو اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔ (مسلم)

Translation:
Abu Hurairah (رضی اللہ عنہ) reported Allahs Messenger (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)as saying: He who alleviates the suffering of a brother out of the sufferings of the world, Allah would alleviate his suffering from the sufferings of the Day of Resurrection, and he who finds relief for one who is hard pressed, Allah would make things easy for him in the Hereafter, and he who conceals (the faults) of a Muslim, Allah would conceal his faults in the world and in the Hereafter. Allah is at the back of a servant so long as the servant is at the back of his brother, and he who treads the path in search of knowledge, Allah would make that path easy, leading to Paradise for him and those persons who assemble in the house among the houses of Allah (mosques) and recite the Book of Allah and they learn and teach the Quran (among themselves) there would descend upon them the tranquillity and mercy would cover them and the angels would surround them and Allah makes a mention of them in the presence of those near Him, and he who is slow-paced in doing good deeds, his (high) descent does not make him go ahead.

شرح:

(من نفس عن مؤمن کربۃ من کرب الدنیا نفس اللہ کربۃ من کرب یوم القیامۃ)

اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ کفار کی قید سے کسی مسلمان کو مال دے کر چھڑ وانا مستحب عمل ہے۔کوئی مسلمان ظالم کی قید میں ہو اسکو رہائی دلوانا یہ مستحب عمل ہے۔

کہا جاتا ہے جب یوسف علیہ السلام قید سے باہر آئے تو جیل کے باہر اسکے دروازے پر یہ بات لکھی:

یہ قید خانہ زندہ لوگوں کی قبر ہے،اور دشمن کے لئے خوشی اور دوستوں کی آزمائش کی جگہ ہے۔

اس میں یہ بات بھی داخل ہے کہ کسی پر قرضہ چڑھا ہوا ہو اور وہ اسکی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو اسکی جانب سے قرضہ اتار دینا یہ بھی مسلمان کی تکلیف دور کرناہ۔

کسی کی کفالت کرنا بھی اچھا عمل ہے اس کے لیے جو اس پر قادر ہو۔عاجز کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں۔

ایک اعتراض نقل کیا گیا کہ اگر کوئی کہے اللہ نے تو قرآن میں یہ بات فرمائی

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔

(الانعام160)

جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس نیکیاں ہیں

اور حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے جب بندہ کسی مسلمان کی ایک تکلیف کو دور کرے گا تو قیامت میں بھی ایک تکلیف دور ہو گی۔

اسکا جواب یہ ہے:

پہلا:-تعداد صرف سمجھانے کے لیے بیان کی ہے، حد بندی نہیں کی گئ تعداد میں کمی زیادتی ہو سکتی ہے یہ اللہ کی مشیت پر ہے۔

دوسرا:- قیامت کی ایک پریشانی بھی یہ بڑی ہولناک ہے، اسکی مشقتیں بہت بڑی ہیں اور دنیا کی ایک تکلیف ایک کے ہی برابر ہے اور آخرت کی ایک تکلیف کئی گنا بڑھ کر ہے، اللہ پاک دنیا کی ایک تکلیف دور کرنے سے آخرت کی وہ کئی گنا بڑی تکالیف دور فرمائے گا۔

اس میں ایک راز بھی ہے وہ لازم وملزوم ہے، کسی کی تکلیف دور کرنے والے کا خاتمہ بالخیر ہو گا، اور وہ اسلام پر مرے گا کفار پر آخرت میں کوئی رحم نہ کیا جائے گا نہ قیامت کی تکالیف سے کوئی تکلیف دور کی جائے گی۔

اس حدیث میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ کسی مسلمان کے عیب چھپانا مستحب عمل ہے۔ جب کوئی اس پر مطلع ہو جائے تو چاہیے اسکو چھپائے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ۔

(النور 19)

بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے،

انسان کے لیے مستحب یہ ہے کہ جب خود گناہ سرزد ہو جائے تو اپنے گناہ کو بھی چھپائے اور کسی کے گناہ پر مطلع ہو جائے تو اسکے گناہ بھی چھپائے۔ البتہ زنا کی گواہی میں اختلاف ہے۔

بعض نے کہا چھپانا مستحب ہے۔

بعض نے کہا گواہی دینی چاہیے۔

بعض علمانے ان دونوں اقوال کو جمع کر کے تفصیل یوں بیان کی کہ جب گواہی دینے میں مصلحت سمجھے تو گواہی دے اور اگر چھپانے میں بہتری ہو تو چھپائے۔

حدیث پاک میں اس بات پر دلیل ہے کہ علم دین حاصل کرنے کے لیے چلنا مستحب عمل ہے۔
اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ آپ لوہے کا عصا بنائیں اور لوہے کے جوتے بنائیں اور طلب علم کے لیے آپ چلیں یہاں تک کہ وہ جوتے پھٹ جائیں اور عصا ٹوٹ جائے۔
اور اس میں دلیل ہے علماء کی صحبت اختیار کی جائے، ان سے وابستگی رکھی جائے، ان کے ساتھ سفر کیا جائے اور ان سے علم حاصل کیا جائے، اپنا تعلق علماء سے قائم رکھا جائے،
اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام کی وہ بات جو انھوں نے خضر علیہ السلام سے کی تھی اس کو قرآن پاک میں بیان فرمایا:

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ (الکھف 66)

اس سے موسیٰ نے کہا: کیا اس شرط پر میں تمہارے ساتھ رہوں کہ تم مجھے وہ درست بات سکھا دو جو تمہیں سکھائی گئی ہے۔
علم کی کچھ شرائط بھی ہیں۔
پہلی یہ کہ اپنے علم پر عمل کرے کہ علماء عمل کرنے والے ہوتے ہیں اور جاھل باتیں کرنے والے ہوتے ہیں۔
دوسری یہ کہ جب بندہ علم دین حاصل کرے تو اسے پھیلائے۔
اللہ پاک نے فرمایا:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ (التوبہ 122)

تو ان میں ہر گروہ میں سے ایک جماعت کیوں نہیں نکل جاتی تاکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں اور جب اِن کی طرف واپس آئیں تو وہ اِنہیں ڈرائیں تاکہ یہ ڈر جائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمھیں سب سے بڑے جواد کے بارے میں خبر نہ دوں؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک سب سے بڑھ کر جواد ہے اور میں اولاد آدم میں سب سے بڑھ کر سخی ہوں اور میرے بعد وہ بندہ سخی ہے جو علم حاصل کرتا ہے اور اسکو پھیلاتا ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن ایسے بندے کو پوری امت کے طور پر اٹھائے گا اور جو راہ خدا میں جاتا ہے اور پھر قتل کر دیا جاتا ہے تو ایسا شخص بھی جواد ہے۔

علم حاصل کرنے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ بلاوجہ کی بحث ومباحثہ نہ کرے اور فخر وتفاخر بھی نہ کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چار باتوں کی وجہ سے علم دین حاصل کرتا ہے تو وہ آگ میں داخل ہو گا۔

علم کے ذریعے علماء پر فخر کرے گا

جاہلوں کے ساتھ بحث کرے گا

علم سے مال کمائے گا

یا لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے گا۔

علم حاصل کرنے میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ اسکو پھیلانے میں فی سبیل اللہ کام کرے اور بخل نہ کرے۔

اللہ پاک نے انبیاء کرام کو حکم دیا:

قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا۔ (الانعام 90)

تم فرماؤ: میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔

ایک شرط یہ بھی ہے لاادری کہنے سے شرمانا چھوڑ دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(ما المسؤل عنها بأعلم من السائل)

اور جب روح کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: لاادری

ایک شرط ہے تواضع اختیار کرنا۔

اللہ پاک نے فرمایا:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (الفرقان 63)

اور رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

اے ابو ذر! اپنے نبی کی وصیت کو یاد کرلو، عنقریب اللہ پاک تمھیں اسکے ذریعے سے نفع پہنچائے گا۔ اللہ پاک کے لیے عاجزی اختیار کرو، عنقریب وہ قیامت میں تمھیں رفعت وبلندی عطا فرمائے گا۔ میرے جس امتی سے بھی ملو اس کو سلام کرو اور سادہ لباس پہنو اور ان چیزوں سے مقصود اللہ کی رضا ہونی چاہیے، تکبر اور ناجائز غیرت تمھارے دل میں جگہ حاصل نہ کرسکیں گے۔

ایک شرط یہ بھی ہے کہ نصیحت کرنے پر تکلیف پہنچے تو صبر کرے کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا:

وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ۔ (لقمان 17)

اور بری بات سے منع کر اور تجھے جو مصیبت آئے اس پر صبر کر۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جتنی تکلیف راہ خدا میں مجھے پہنچی ہے اور کسی کو نہیں پہنچی۔

اسکی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ علم حاصل کرنے کا مقصد یہ بھی ہو جہاں محتاجی ہے وہاں علم دین سکھاؤں گا۔

جس طرح مال کا صدقہ اس لیے کیا جاتا ہے کہ محتاج کو مال پہنچے، اسی طرح جو علم سے جاہل رہ جائیں انکی جہالت دور ہو۔ جو شخص علم سکھانے کے ذریعے کسی جاہل کو زندہ کرتا ہے گویا اس نے پوری انسانیت کو زندہ کر دیا۔

(الا نزلت علیھم السکینۃ)

سکینہ کا مطلب اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴿۲۸﴾ (الرعد 28)

سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔

یہ بات بندے کے لیے کافی ہے کہ اللہ ملا اعلی میں بندے کا ذکر فرماتا ہے۔

(لم یسرع بہ نسبہ)

ایک بندہ اطاعت گزار ہے، اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا، اگرچہ وہ حبشی غلام ہی ہو، وہ جنت کی طرف آگے بڑھ رہا ہے، اسکے مقابلے میں جو شریف ہو اچھے نسب والا ہو لیکن نیک عمل نہیں کرتا تو اسکا نسب اسکو آگے نہیں پہنچائے گا۔

اللہ پاک نے فرمایا:

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ۔

بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

حدیث نمبر37

عن ابنِ عبَّاسٍ رَضِی اللهُ عَنْهُما، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيما يَرْوِيهِ عَنْ ربِّهِ تَبَارَكَ وتَعالى قال:

إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ؛ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْها كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً.

رواهُ البخاريُّ ومسلمٌ في صحيحيهما بهذهِ الحروفِ.

عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں اور پھر انہیں بیان کر دیا ہے۔ تو جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ پاک اس کے لیے ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے ارادے کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ پاک اس کے لیے اپنے یہاں دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ پاک اس کے لیے اپنے یہاں نیکی لکھتا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لیے ایک برائی لکھتا ہے۔

Translation:

Narrated Ibn Abbas : (رضی الله عنهما)

The Prophet □ narrating about his Lord Im and said, "Allah ordered (the appointed angels over you) that the good and the bad deeds be written, and He then

showed (the way). If somebody intends to do a good deed and he does not do it, then Allah will write for him a full good deed (in his account with Him); and if he intends to do a good deed and actually did it, then Allah will write for him (in his account) with Him (its reward equal) from ten to seven hundred times to many more times: and if somebody intended to do a bad deed and he does not do it, then Allah will write a full good deed (in his account) with Him, and if he intended to do it (a bad deed) and actually did it, then Allah will write one bad deed (in his account)".

شرح:

امام بزاز نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعمال سات قسم کے ہیں:

دو اعمال واجب کرنے والے ہیں، دو اعمال ایسے ہیں جن میں ایک کا بدلہ ایک ہی ملتا ہے، ایک نیکی ایسی ہے کہ اس کا ثواب دس گنا ملتا ہے، ایک نیکی ایسی ہے جس میں ثواب سات سو گنا تک ملتا ہے اور ایک عمل ایسا ہے کہ اسکے ثواب کو اللہ پاک کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔

دو عمل جو واجب کرنے والے ہیں کفر اور ایمان کہ ایمان جنت واجب کرنے والا ہے اور کفر جہنم واجب کرنے والا ہے۔

وہ دو عمل جن کا بدلا ایک ہی ملتا ہے، تو جو نیکی کا ارادہ کرے پھر اس کو کرنہ پائے پھر بھی ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

جب برائی کا ارادہ کرے اور اسکو کر بھی لے تو ایک گناہ لکھا جائے گا۔

وہ عمل جسکا اجر سات سو گنا تک ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

جیسے صدقے کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا:

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ۔

اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہیں۔

اللہ پاک جس کو چاہے اور زیادہ اضافہ فرمادے

اللہ پاک فرماتا ہے:

وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾

اور اگر کوئی نیکی ہو تو وہ اسے کئی گنا بڑھا دیتا ہے اور اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔

اس آیت اور حدیث پاک کے الفاظ (الی اضعاف کثیرۃ)

کہ اللہ پاک کثیر ثواب عطا فرتا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کی نیکیاں دس سے سات سو گنا تک جو بیان کی گئی ہیں وہ تحدید کے لیے نہیں بلکہ اللہ پاک جس کو چاہتا ہے اور عطا فرماتا ہے کہ کوئی شمار ہی نہ کر سکے، اللہ کی اتنی نعمتیں ہیں بندہ اسکو ویسے ہی شمار نہیں کر سکتا تو بندے کو چاہیے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔

ساتواں وہ عمل کہ جس کا ثواب اللہ ہی جانتا ہے وہ روزہ ہے

اللہ پاک فرماتا ہے:(کل عمل ابن آدم له الا الصوم فانه لی و انا اجزی به)

ہر عمل ابن آدم کے لیے سوائے روزے کے،، تو بے شک وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اسکی جزاء دینے والا ہوں۔

روزے کا ثواب اللہ پاک کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حدیث نمبر38

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَلَئِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ. رواہ البخاریؒ

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور مجھے جو اعمال محبوب ہیں اس میں سے میرا بندہ فرائض کے ذریعے سب سے زیادہ قرب حاصل کرتا ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں ضرور ضرور اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور ضرور اسے محفوظ رکھتا ہوں۔

Translation:
Narrated Abu Hurairah : (رضی اللہ عنہ)
Allahs Apostle said, "Allah said, I will declare war against him who shows hostility to a pious worshipper

of Mine. And the most beloved things with which My slave comes nearer to Me, is what I have enjoined upon him; and My slave keeps on coming closer to Me through performing Nawafil (praying or doing extra deeds besides what is obligatory) till I love him, so I become his sense of hearing with which he hears, and his sense of sight with which he sees, and his hand with which he grips, and his leg with which he walks; and if he asks Me, I will give him, and if he asks My protection (Refuge), I will protect him; (i.e. give him My Refuge)

شرح:

(من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب)

یہاں ولی سے مراد (ایک قول کے مطابق) مومن بندہ ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

(اللہ ولی الذین آمنوا)

اللہ ایمان والوں کا حامی وناصر ہے۔

جس نے کسی مومن کو اذیت پہنچائی گویا اس نے اللہ پاک کو ازیت پہنچائی، اللہ ایسے بندے سے اعلان جنگ فرماتا ہے، جس سے اللہ اعلان جنگ فرمائے وہ تو ہلاک ہی ہو گا، بندے کو چاہئے کسی مسلمان کا بغض اپنے دل میں نہ رکھے۔

(وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضتہ علیہ)

اس میں اس بات پر دلیل ہے فرائض نوافل سے افضل ہیں۔

حدیث پاک میں ہے،

(ان ثواب الفریضة یفضل علی ثواب النافلة بسبعین مرۃ)

فرائض کا ثواب نوافل کے ثواب پر ستر گنا فضیلت رکھتا ہے۔

(ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه)

یہاں علماء نے ایک مثال بیان کی ہے، ایک شخص فرائض بھی پڑھتا ہے اور نوافل بھی جبکہ دوسرا فرائض کی ادائیگی کرتا ہے نوافل نہیں پڑھتا۔

انکی مثال ایسے ہے کہ ایک سردار غلام کو درہم دیتا ہے کہ پھل خرید کر لائے، دوسرے غلام کو بھی حکم دیتا ہے۔ دونوں جاتے ہیں، ایک غلام پھل کے ساتھ ٹوکری بھی لیتا ہے، اس پر خوشبو بھی چھڑکتا ہے کہ دل و دماغ معطر ہو جاتے ہیں اور اپنے آقا کی بارگاہ میں آکر ادب سے سامنے رکھ دیتا ہے۔ دوسرا پھل لیتا ہے لیکن جھولی میں لاتا ہے اور لاکر زمین پر رکھ دیتا ہے۔ تو آقا پہلے والے سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جب فرائض کے ساتھ نوافل کی بھی پابندی ہو تو اللہ اس سے محبت فرماتا ہے اور محبت سے مراد خیر کا ارادہ فرمانا ہے۔ جب اللہ کسی سے محبت فرماتا ہے تو بندہ اسکے ذکر اسکی اطاعت میں مشغول ہو جاتا ہے اور اللہ شیطان سے اسکی حفاظت فرماتا ہے۔ اس کے اعضاء اطاعت میں لگ جاتے ہیں پھر اسے قرآن سننا اللہ کا ذکر سننا محبوب ہو جاتا ہے۔ اور لغو و لہب ناپسندیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ان بندوں کی طرح ہو جاتا ہے جن کے بارے میں فرمایا:

اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ (الفرقان 63)

جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں "بس سلام"۔

جب کوئی کلام فاحش کرے تو وہ سلام کر کے آگے نکل جاتے ہیں۔

اللہ پاک اسکی نگاہوں کو حرام سے بچالیتا ہے، ایسی چیزوں کی طرف نظر نہیں کرتا جن کی طرف نظر کرنا حلال نہیں، اسکی نظر غور و فکر کرنے والی ہو جاتی ہے، اللہ کی مصنوعات کو اس نیت سے دیکھتا ہے کہ اللہ نے پیدا فرمائی ہیں اور اس سے اللہ کی ذات پر دلیل پکڑتا ہے اور اس کا ایمان مزید تازہ ہوتا ہے پھر وہ تسبیح بیان کرتا ہے، پاکی بیان کرتا ہے، اللہ کی عظمت کو بیان کرتا ہے۔

اسکی حرکات اللہ پاک کے لیے ہوتی ہیں، پھر وہ لایعنی چیزوں کی جانب نہیں بڑھتا، اپنے ہاتھوں سے عبث کام نہیں کرتا، بلکہ اسکی حرکات و سکنات صرف اللہ کے لیے ہو جاتی ہیں، پھر اسکو اس پر بھی ثواب دیا جاتا یے۔

(کنت سمعہ)

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ پاک اس کی سماعت، بصارت اسکے پکڑنے اور چلنے کو محفوظ کر دیتا ہے اور وہ شیطانی کاموں کی طرف نہیں بڑھتا ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے اللہ کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے پھر وہ برائی کی طرف نہیں بڑھتانہ اسکا دل و دماغ برائی کی طرف جاتا ہے، پھر وہ اللہ ہی کا ذکر کرتا ہے اور غیر کے لیے عمل نہیں کرتا۔

حدیث نمبر 39

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہ عَنْھُمَا أَنَّ رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قَالَ: انَّ اللہ تَجَاوَزَلِی عَنْ أُمَّتِی الْخَطَأَوَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوا عَلَیْہ.

حَدِیثٌ حَسَنٌ، رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہْ، وَالْبَیْھَقِیّ

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ پاک نے میری وجہ سے میری امت سے خطاء، نسیان اور اکراہ کے سبب گناہ سے درگزر فرمایا ہے۔

On the authority of Ibn Abbas ,(رضی اللہ عنہما) that the Messenger of Allah (صلی اللہ علیہ وسلم) said: Verily Allah has pardoned [or been lenient with] for me my ummah: their mistakes, their forgetfulness, and tha which they have been forced to do under duress.

شرح:

(ان اللہ تجاوز لی عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ)

یعنی خطا سے کوئی کام کرنے کی وجہ سے کوئی گناہ ہوتا ہے اس سے درگزر فرمادیا

اسی طرح بھول کر گناہ کا کوئی کام ہوا تو اس سے بھی درگزر فرمایا۔ یا کسی سے زبردستی کی گئی تو اس گناہ سے بھی درگزر فرمایا۔ البتہ بعض معاملات ایسے ہیں جس میں گناہ نہیں ہوتا مگر اس عمل کی قضا کرنی پڑتی ہے یا ضمان دینا پڑتا ہے۔

کسی کا مال خطا سے تلف ہو گیا یا کسی نے امانت رکھوائی تھی اور بھول کر خرچ کر دی تو ضمان دے گا مگر گناہ نہیں ملے گا۔

حدیث نمبر 40

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللہ عَنْهُمَا قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بِمَنْكِبِي، وَقَالَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّك غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللہ عَنْهُمَا يَقُولُ: إذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرْ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرْ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِك لِمَرَضِك، وَمِنْ حَيَاتِك لِمَوْتِك.

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنھما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا کہ تم دنیا میں اس طرح رہو گویا تم مسافر ہو یا راستہ طے کرنے والے ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنھما کہا کرتے تھے کہ جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت کے اوقات سے اپنی مرض کے اوقات کے لئے حصہ لے لو اور اپنی حیات کے وقت سے اپنی موت کے لئے کچھ حصہ لے لو۔

On the authority of Abdullah ibn Umar ,(رضی اللہ عنھما) who said: The Messenger of Allah (صلی اللہ علیہ وسلم) took me by the shoulder and said, “Be in this world as though you are a stranger or a wayfarer.” And Ibn Umar (رضی اللہ عنھما) used to say, “In the evening do not expect [to live until] the morning, and in the morning do not expect [to live until] the evening. Take [advantage of] your health before times of sickness, and [take advantage of] your life before your death”.

شرح:

(کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل) سے مراد دنیا کی طرف مائل نہ ہو اور اسکو اپنا مستقل وطن نہ بناؤ۔ جس طرح راہ چلتا مسافر اس جگہ سے ضروت کا تعلق رکھتا ہے ضرورت کا سامان لیتا ہے پھر وہ واپس گھر والوں کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اس قول کا بھی یہ معنی کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا:

کہ میں دنیا سے کوئی چیز نہ لوں مگر اتنا کہ جو راہ چلتا شخص سامان لیتا ہے۔

حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ بندہ امیدیں کم کر دے اور توبہ کی طرف سبقت کرے اور موت کی تیاری کرتا رہے، اگر کسی چیز کی امید پیدا ابھی ہو تو کہے اگر اللہ نے چاہا تو یہ ہو گا۔

اللہ پاک نے فرمایا:

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۔

(الکہف)

اور ہر گز کسی چیز کے متعلق نہ کہنا کہ میں کل یہ کرنے والا ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

(وخذ من صحتك) اس سے مراد کے صحت کے اوقات کو نیک کام کے ذریعے اچھا بنا دے اور نیک اعمال کے لیے غنیمت جانے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ روزے، قیام اور دیگر عبادات سے عاجز ہو جائے اور بڑا مرض نہ لگ جائے یا وہ تکبر میں نہ آجائے۔

(ومن حیاتك لموتك)

یعنی زاد راہ تیار کر لے جو اسکو بعد میں کام آنے والا ہے۔

قرآن پاک میں بھی ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔

(الحشر 18)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بندے کا بدن ایک جال کی طرح ہے جس کے ذریعے اعمال صالحہ حاصل کرتا ہے، جب بھلائی حاصل کر لیتا ہے پھر اسکی موت ہو جاتی ہے تو اب اس کو یہ کفایت کرے گی، اب وہ اس جال کا محتاج نہیں اور وہ جال انسان کا بدن ہے جو موت کے سبب جدا ہو گیا۔ اس میں شک نہیں جب انسان مر جاتا ہے تو اسکی دنیا کی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں اور اسکا نفس اعمال صالحہ کی طرف مائل ہوتا ہے اس لیے کہ یہ زادراہ تھا۔ اگر کسی کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں تو وہ مستغنی ہو جاتا ہے اور اگر نہ ہوں تو اسکی خواہش کرتا ہے کہ دنیا کی طرف واپس بھیجا جائے تا کہ وہ زادراہ لائے۔ اگر اس نے جال کے ذریعے نیکیاں نہیں کمائی ہوں گی تو اسکو کہا جائے گا اب ہلاکت ہے پھر وہ پریشان ہو جائے گا اور اپنی سستی اور غفلت پر وہ نادم ہو گا۔

حدیث نمبر41

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرِو بنِ العاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ قالَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لاَيُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ.

ترجمہ:

حضرت ابو محمد عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائیں۔(ترمذی)

On the authority of Abu Muhammad Abdullah bin 'Amr bin al-'Aas(رضی اللہ عنہما)who said: The Messenger of Allah(صلی اللہ علیہ وسلم)said, "None of you [truly] believes until his desires are subservient to that which I have brought".

شرح:

(لایومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ)

اس کا معنی یہ ہے کہ بندے پر واجب ہے کہ وہ اپنے عمل کو کتاب اور سنت پر پیش کرے اور نفسانی خواہش کی مخالفت کرے اور اس چیز کی اتباع کرے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔

یہ اللہ کے اس فرمان کی طرح ہے:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔

(الاحزاب36)

اور کسی مسلمان مرد اور عورت کیلئے یہ نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ فرما دیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار باقی رہے

کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی معاملے میں فیصلہ کر دیا تو اس کی مخالفت کرے۔

ابراہیم بن محمد الکوفی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی کو مکہ میں دیکھا کہ وہ لوگوں کو فتوے دے رہے تھے اور اسحاق بن راھویہ اور امام احمد بن حنبل کو دیکھا وہ حاضرین میں موجود ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے اسحاق راھویہ سے کہا آؤ میں تمھیں ایسے شخص کی زیارت کرواتا ہوں کہ تمھاری آنکھوں نے اسکی مثل نہ دیکھا ہو گا۔تو انھوں نے کہا، کیا میری آنکھوں نے اسکی مثل نہ دیکھا ہو گا؟؟

امام احمد بن حنبل نے جواب دیا جی ہاں۔

پھر وہ ان کو لے کر آگے بڑھے اور امام شافعی کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔

امام اسحاق نے امام شافعی کی مجلس میں ایک سوال کیا کہ مکہ کے گھروں کو خریدنا کیسا؟؟

امام شافعی نے فرمایا ہمارے نزدیک جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا ہمارے لیے عقیل نے اپنے گھر کو چھوڑ دیا ہے؟؟

اسحاق بن راھویہ نے کہا ہمیں یزید بن ہارون نے خبر دی وہ ہشام سے روایت کرتے ہیں وہ حسن سے روایت کرتے ہیں وہ اسکو جائز قرار نہیں دیتے تھے۔

عطاء اور طاؤس بھی اسکو جائز قرار نہ دیتے تھے۔
امام شافعی نے فرمایا: تم وہی شخص ہونا جس کے بارے میں اہل خراسان یہ گمان کرتے ہیں کہ تم ان میں سب سے بڑے فقیہ ہو؟؟
توانھوں نے فرمایا: لوگ تو ایسا ہی گمان کرتے ہیں۔
امام شافعی نے کہا تمھارے علاوہ کوئی اور ہوتا تو میں اس کو یہ کہنے سے نہ ہچکچاتا کہ تم اپنے کان صاف کرلو کہ میں تم سے یہ کہہ رہا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اور تم کہتے ہو، عطا، طاوس، حسن اور ابراہیم یہ کہتے ہیں۔
کیا کسی کس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ترجیح دی جاسکتی ہے؟
پھر یہ آیت پڑھی:
لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

(الحشر 8)

ان فقیر مہاجروں کے لیے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے۔
توکیا وہ ان گھروں کے مالک تھے یا نہیں تھے؟
اسحاق نے فرمایا بالکل تھے۔
امام شافعی نے فرمایا اللہ پاک کا فرمان سب سے زیادہ سچا ہے۔
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پڑھی:
فتح مکہ پر فرمایا تھا ((جو ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر میں داخل ہوگیا اس نے امن پالیا))
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دارا لحجلتین خرید اتھا۔
امام شافعی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کا تذکرہ کیا جنھوں نے اسطرح کا

معاملہ کیا تھا۔

امام اسحاق نے یہ آیت پیش کی:

سَوَآءَ الۡعَاکِفُ فِیۡهِ وَ الۡبَادِ

جس میں وہاں کے رہنے والوں اور دور سے آنے والوں کا حق برابر ہے۔

امام شافعی نے فرمایا: اس آیت سے مراد خاص مسجد حرام ہے، اور وہ کعبہ کا ارد گرد کا حصہ ہے۔ اگر تم یہ گمان کرتے ہو تو کسی کے لیے مکہ میں کوئی چیز تلاش کرنا بھی جائز نہ ہو گا۔

تو امام اسحاق خاموش ہو گئے اور امام شافعی نے بھی سکوت فرمایا۔

نوٹ: مفسرین فرماتے ہیں کہ اگر یہاں آیت میں مسجد حرام سے خاص کعبہ معظمہ مراد ہو جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا فرمان ہے تو اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ مسجد حرام تمام لوگوں کا قبلہ ہے اور اس کی طرف منہ کرنے میں وہاں کے رہنے والے اور پردیسی سب برابر ہیں، سب کے لئے اس کی تعظیم و حرمت اور اس میں حج کے ارکان کی ادائیگی یکساں ہے اور طواف و نماز کی فضیلت میں شہری اور پردیسی کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اور اگر اس آیت میں مسجد حرام سے مکہ مکرمہ یعنی پورا حرم مراد ہو جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے تو اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ حرم شریف شہری اور پردیسی سب کے لئے برابر ہے، اس میں رہنے اور ٹھہرنے کا سب کو حق حاصل ہے جبکہ کوئی کسی کو اس کے گھر سے نکالے نہیں۔ اسی لئے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کی زمینوں کو بیچنے اور ان کا کرایہ حاصل کرنے کو منع فرماتے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "مکہ مکرمہ حرم ہے، اس کی زمینیں فروخت نہ کی جائیں۔"

(صراط الجنان)

حدیث نمبر 42

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقولُ:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلاَ أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لاَ تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً.

رواهُ التِّرمِذيُّ وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ صحيح.

ترجمہ:

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ پاک فرماتا ہے: اے آدم کی اولاد! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہنچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں ہے، اے آدم کی اولاد! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرنے لگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہ ہوگی۔ اے آدم کی اولاد! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے (مغفرت طلب کرنے کے لیے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں زمین بھر گناہوں کی مغفرت کر دوں گا۔

Translation:

Sayyidina Anas ibn Maalik(رضی اللہ عنہ)narrated: I heard Allah’s Messengerﷺrelate a hadith Qudsi. Allah, the Blessed and Exalted said: O son of Aadam, as long as you pray to Me and place hope in Me, I will forgive you no matter how much it is against you, never mind. O son of Aadam, if your sins reach the borders of the sky and you seek forgiveness from Me, I will forgive you, never mind. O son of Adam, if you come to Me with sins as many as fill the earth and you meet Me with the earthful but without polytheism then I will come to you with as much forgiveness.

شرح:

(عنان السماء) اس سے مراد یا بادل ہیں یا جو سر اٹھانے پر بلندی نظر آئے۔

(ثم استغفرتنی غفرت لك) یہ اللہ پاک کے اس فرمان کی طرح ہے جو اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾

(النساء110)

اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

استغفار کے لیے توبہ ملی ہونا ضروری ہے۔

اللہ پاک فرماتا ہے:

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (ھود3)

اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو تو۔

اللہ پاک نے فرمایا:

وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۳۱)

(النور 31)

اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔
استغفار کا معنی مغفرت طلب کرنا اور یہ گناہ گاروں کی مغفرت ہے، کبھی اسغفار شکر کی کمی کی وجہ سے بھی ہوتا ہے وہ اولیاء اور صالحین کی توبہ ہوتی ہے۔ کبھی ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں ہوتی بلکہ شکر ادا کرنے کے لیے ہوتی ہے اور یہ استغفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم السلام کی استغفار ہے۔

یہ تحریر پڑھ کر آگے بھی اپنے دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ ضرور شیئر کیجئے اور ڈھیروں ثواب حاصل کریں۔

اس کا ثواب میں اپنے والد صاحب کو ایصال کرتا ہوں۔

شانِ
ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ
ابو بنتین محمد فراز عطاری مدنی عفی عنہ
+92 321 2094919

ہمارے نبی ﷺ
بڑی
شان والے
ابو بنتین محمد فراز عطاری مدنی عفی عنہ
03212094919

والدین
مصطفی
جنتی جنتی
ابو بنتین محمد فراز عطاری مدنی عفی عنہ
03212094919

الادعیۃ النبویہ
من
الاحادیث المصطفویہ
دعاء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
ابو بنتین محمد فراز عطاری مدنی عفی عنہ
+92-3212094919
1 | Page
youtube.com/farazattarimadani
facebook.com/farazattarimadani

اعلیٰ حضرت
اور
فنِ شاعری
ابو بشیر محمد فراز عطاری مدنی عفی عنہ
+92-321-2094919

فیضان
خلاصہ
تراویح
ابو بنتین محمد فراز عطاری مدنی